عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۴ | ۱۲تا۱۸/ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۶تا۲۲/ جون ۲۰۰۵ء | شمارہ: ۲۳

قیمت: ۷ روپے

خواتین
احادیث نبوی ﷺ کے آئینہ میں

علم کا مقام اور اہل علم کی ذمہ داریاں

معیار صداقت اور مرزا قادیانی

اصلاح ظاہر و باطن

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

گڑیا دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا:

س:... کیا گڑیا دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ میں نے سنا ہے کہ وضو کرنے کے بعد اگر گڑیا پر نظر پڑ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

ج:... گڑیا دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

ناخنوں میں میل ہونے پر بھی وضو ہو جاتا ہے:

س:... کام کرنے کے دوران ناخنوں میں میل چلا جاتا ہے۔ اگر ہم ناخنوں سے میل صاف کئے بغیر وضو کریں تو وضو ہو جائے گا یا نہیں؟

ج:... وضو ہو جائے گا، مگر ناخن بڑھانا خلافِ فطرت ہے۔

کان کا میل نکالنے سے وضو نہیں ٹوٹتا:

س:... باوضو آدمی کان میں کھجلی کی وجہ سے انگلی سے کھجلی کرے، جس سے کان کا موم انگلی پر لگے اور پھر انگلی کو اپنی قمیص سے صاف کرے تو اس صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

ج:... کان کے میل سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ کان بہتے ہوں اور کان میں انگلی ڈالنے سے انگلی کو پانی لگ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا، اور وہ پانی بھی نجس ہے۔

معصوم بچے کو برہنہ دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا:

س:... کسی چھوٹے معصوم بچے کو برہنہ دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

ج:... نہیں۔

لباس اتار کر وضو کرنے یا اعضاء کو ہاتھ لگانے کے بعد دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں:

س:... غسل خانے میں لباس اتار کر مکمل وضو کیا، اس کے بعد غسل کیا، صابن وغیرہ تمام اعضاء پر لگایا، اس کے بعد کپڑے تبدیل کرکے باہر آگیا۔ کیا اس حالت میں نماز ادا کرسکتا ہوں یا کپڑے بدل کر وضو دوبارہ کروں پھر نماز ادا کروں؟

ج:... وضو ہوگیا، دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ برہنہ ہونے یا اپنے اعضاء کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

برہنہ تصویر دیکھنے کا وضو پر اثر:

س:... کیا کسی کی برہنہ تصویر دیکھنے سے وضو باطل ہو جاتا ہے؟

ج:... برہنہ تصویر دیکھنا گناہ ہے، اس سے وضو ٹوٹتا تو نہیں، لیکن دوبارہ کر لینا بہتر ہے۔

برتن پاک کرنے کا طریقہ:

س:... اگر کچا برتن گھڑا وغیرہ ناپاک ہو جائے یا پکا برتن دیگچی، بالٹی وغیرہ ناپاک ہو جائے تو اسے کیسے پاک کریں؟

ج:... برتن کچا ہو یا پکا، تین بار دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوت

جلد ۲۴ شمارہ ۲۳ ۱۲تا۱۸/ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۶تا۲۲/ جون ۲۰۰۵ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیرِ شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیبِ پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہدِ اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امامِ اہلِ سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہدِ ختمِ نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مبلغِ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی محمد راشد مدنی
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: رجال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ
ٹائٹل و ترئین: محمد ارشد خرم
محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

قادیانی لابی...... مسلمانوں کی دشمن نمبر ایک	(اداریہ)	4
علم کا مقام اور اہلِ علم کی ذمہ داریاں	(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)	6
اصلاح ظاہر و باطن	(مولانا شاہ ابرار الحق)	10
اسلام اور دہشت گردی	(فاروق اعظم گھکھڑ یاوی)	15
خواتین احادیث نبویؐ کے آئینہ میں	(مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری)	17
اناجیل اربعہ کا مختصر تعارف	(مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی)	20
معیار صداقت اور مرزا قادیانی	(مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید)	24
عالمی خبروں پر ایک نظر		26

زرِ تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر۔

یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے

منی آرڈر/ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک حضوری باغ روڈ برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲، ۵۸۳۴۸۶، فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانی لابی...... مسلمانوں کی دشمن نمبر ایک

اس وقت قادیانی اور یہودی وہ خطرناک عناصر ہیں جو مسلمانوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہیں۔ قادیانیت کی بنیاد ہی اسلام دشمنی اور دین اسلام کو مٹانے پر رکھی گئی ہے' کیونکہ مسلمانوں کے دلوں سے اسلام کی محبت اور جذبہ جہاد کو نکالنے کے لئے دشمن کے پاس اور کوئی راستہ باقی نہیں رہ گیا تھا۔ بالاکوٹ کے میدان میں لاکھوں مسلمانوں کو شہید کرنے' ہندوستان سے مغل حکومت کو ختم کرنے' شاملی اور دہلی کے میدانوں میں مجاہدین کے لشکر کو تہہ وتیغ کرنے کے باوجود مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی محبت کسی طور ماند نہیں پڑ رہی تھی جبکہ تحریک آزادی بھی ماند پڑنے کی بجائے بڑھتی ہی چلی جارہی تھی۔ دارالعلوم دیوبند کی شکل میں اسلام کے تحفظ اور جدوجہد آزادی کے ایک مرکز کے قیام نے مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونک دی تھی۔ ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی کو غدر کے نام پر کچلنے کے باوجود مسلمانوں میں اسلام سے محبت اور آزادی کے حصول کا جذبہ بڑھتا ہی چلا جارہا تھا۔ ایسی صورت حال میں غیر مسلم مفکرین کی سوچ کا محور اس طرف گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کا رشتہ کاٹے بغیر ان کے دلوں سے اسلام اور جذبہ جہاد کو نہیں نکالا جاسکے گا۔ لارڈ میکالے کا نظام بھی فیل ہوگیا اور مسلمانوں کے دلوں سے ایمان کو نہ نکال سکا۔ چنانچہ اس کے لئے جھوٹے دعوئ نبوت کا کھیل کھیلا گیا۔ زوروشور سے مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوئ نبوت کو اچھالا گیا۔ مراعات کے دروازے مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں پر کھول دیئے گئے' مگر مسلمانوں نے بروقت اس کا سدباب کیا اور آخرکار دشمن ناکام ہوگیا۔ اس وقت قادیانیت کی مثال زخمی سانپ کی سی ہے' یہ وہ سانپ ہے جو ہر وقت اسلام اور مسلمانوں کو ڈسنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی جب تک زندہ رہا' یہ اعلان کرتا رہا ہے کہ: ''مسلمان ختم ہونے والے ہیں۔'' مرزا بشیر الدین محمود' مرزا ناصر اور مرزا طاہر بھی حسرت دلوں میں لئے جہنم رسید ہوئے' مرزا طاہر تو ہر سال اپنے گنے چنے پیروکاروں کو طفل تسلیاں دیتا رہا کہ: ''اگلا سال قادیانیت کی سربلندی اور اسلام کے زوال کا سال ہے۔'' مگر ہر آنے والا سال اس کی قسمت میں ذلت ورسوائی اور مسلمانوں کی شان میں عروج لاکر اس کے زخموں کو مزید ہرا کردیتا تھا۔ اب مرزا مسرور اپنے پیش روؤں کی روش پر گامزن ہے۔ دنیوی آفات ہوں یا زمینی حالات' اگر مسلمان کسی مصیبت میں مبتلا ہوجائیں تو قادیانیوں کے گھروں میں گھی کے چراغ جلائے جاتے ہیں' شادیانے بجتے ہیں اور مرزائی مربیوں کی زبان اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مزید دراز ہوکر انٹرنیٹ اور ڈش انٹینا کے ذریعہ زہر اگلنے لگتی ہے اور ان کو اسلام مٹتا ہوا اور مسلمان ختم ہوتے نظر آتے ہیں۔

دوسری طرف دیکھا جائے تو یہودیوں کی اسلام دشمنی ضرب المثل ہے۔ موجودہ صورت حال میں قادیانی لابی یہودی لابی کے ساتھ مل کر دنیا بھر میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سرگرم عمل ہے۔ پوری دنیا میں انہوں نے اسلام کے خلاف مورچے بنالئے ہیں۔ کینیڈا میں ربوہ کے نام سے اسلام کے خلاف مرکز کو خصوصی اہمیت حاصل ہے جس کی یہودی اور عیسائی بھرپور سرپرستی کررہے ہیں۔ ہندو لابی بھی ان کا بھرپور ساتھ دے رہی ہے۔ ان کا ہدف دین دار مسلمان ہیں۔ قادیانی لابی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس سے وابستہ علمأ کرام اور مسلمانوں کو اپنا دشمن نمبر ایک سمجھتی ہے۔ اس لئے اس کے پروپیگنڈے کا رخ اس جماعت سے وابستہ علمأ کرام اور مسلمان ہیں۔ تمام دیندار مسلمانوں کے خلاف انہوں نے مہم شروع کردی ہے۔ غلط رپورٹوں کے ذریعہ امریکہ' برطانیہ' کینیڈا' جرمنی' بلجیم اور فرانس میں مسلمانوں کو ان کی وجہ سے ملک بدر کیا گیا۔ بے شمار علمأ کرام پر پابندی عائد کی گئی۔

اس وقت موجودہ صورت حال کی وجہ سے مسلمان پریشان ہیں کیونکہ ایک طرف پوری دنیا کا پروپیگنڈہ ہے اور دوسری طرف مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو خطرے میں ہے۔ اگر دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی حمایت نہ کی جائے تو اسلام کا تقاضا پورا نہیں ہوتا۔ بے گناہ مظلوم شہریوں کی شہادت پر احتجاج نہ کریں تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اگر احتجاج کریں تو قادیانی لابی یہودی لابی کے ساتھ مل کر احتجاج کرنے والے ان مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کردیتی ہے اور ان کو حکومت کی نظروں میں بہت زیادہ مطعون کرتی ہے۔ ایسی صورت میں برطانیہ' امریکہ اور یورپ کے مسلمانوں پر بہت بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ان کے اطراف میں قادیانیوں کی شکل میں ایک انتہائی کینہ دشمن موجود ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہو یا علماء کرام کی کوئی اور مذہبی جماعت' وہ قانون کی پاسداری کی تعلیم دیتی ہیں۔ اس لئے ہر مسلمان خواہ وہ جس ملک میں بھی رہتا ہو' اس ملک کے قوانین کا پابند رہتے ہوئے قادیانیوں کی سرگرمیوں کا حتی الامکان سدباب کرے اور قادیانیوں کو قانون کے دائرے میں لانے کا مطالبہ کرے۔

قادیانی گروہ کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہر ملک کی حکومت کو مسلمانوں سے لڑا دیا جائے۔ ہندوستان میں تحریک آزادی کے دوران قادیانی گروہ کے اس وقت کے سربراہ نے واضح طور پر ملکہ برطانیہ کو لکھا تھا کہ: ''تم اس ملک میں خدا کی رحمت اور سایہ ہو' ہم تمہارے وفادار ہیں اور مسلمان تمہارے مخالف' ان کو ختم کرنے کے لئے ہماری امداد کرو' مسلمانوں کے خلاف حکومت انگریز ہمارا ساتھ دے۔'' پاکستان بننے کے بعد قادیانی جماعت نے ظفراللہ قادیانی کے ذریعہ ہمیشہ حکومت اور مسلمانوں کو آپس میں لڑایا۔ اس وقت بھی قادیانی پوری دنیا میں مسلمانوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں۔ ہر مسلمان کو دہشت گردی کا حامی قرار دے کر اس کو اس کے ملک سے نکلوانے کی کوشش کرتے ہیں یا اس کی نگرانی کرواتے ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ منفی مہم شروع کی ہوئی ہے' حالانکہ مسلمان خود دنیا بھر میں ظلم و جبر کا شکار ہیں' وہ کسی پر کیسے ظلم کرسکتے ہیں' وہ تو خود دہشت گردی سے برأت کا کھلم کھلا اظہار کرچکے ہیں۔

ان حالات میں مسلمانوں پر بہت بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ قادیانیوں اور یہودیوں کی سازش کا ادراک کریں۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کی اخلاقی امداد اس پیرایہ میں کریں کہ مذہبی فریضہ بھی ادا ہو اور قادیانیوں کی سازش بھی ناکام ہو۔ اس وقت امت مسلمہ کا اتحاد اور مسلمانوں کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ پوری دنیا کے مسلمان ایک آزمائش میں ہیں۔ انتہائی تدبر' تحمل اور حکمت عملی سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ قادیانیوں اور یہودیوں کی سازش ہے کہ مسلمان جذبات میں آکر اپنی اپنی حکومتوں سے بھڑ جائیں اور اس طرح پوری دنیا کے مسلمان تباہ ہو جائیں۔ اس سازش کو ناکام بنانے کی ضرورت ہے۔ قادیانیوں کی سازشوں پر نگاہ رکھتے ہوئے ان کی ان سرگرمیوں کے خلاف قانونی اور آئینی احتجاج کا راستہ اپنایا جائے۔ حکومتوں کو باور کرایا جائے کہ مسلمان دہشت گردی کے سب سے زیادہ مخالف ہیں۔ اپنے اپنے ملک کے قوانین کا احترام کرتے ہوئے قادیانیوں اور یہودیوں کے مظالم پر احتجاج کیا جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم تمام مسلم ممالک کی حکومتوں کے علاوہ برطانیہ' امریکہ' کینیڈا اور دیگر یورپی ممالک کی حکومتوں سے بھی یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ دین دار مسلمانوں کے خلاف ان کا منفی رویہ کسی طور مناسب نہیں۔ قادیانیوں اور یہودیوں کی رپورٹوں کی بنیاد پر تمام مسلمانوں کے خلاف منفی مہم چلانا امن عالم کو خطرہ میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ اس لئے وہ اس موقع پر اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور کسی مسلمان کو اپنے انتقام کا نشانہ نہ بنائیں بلکہ مسلمانوں کو امن پسند گردان کر انہیں تمام آئینی مراعات اور قانونی تحفظات فراہم کریں۔ مسلمان ہی دنیا کو ہر قسم کے بحران سے نکال سکتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اعتدال کا راستہ اختیار کرتے ہوئے تمام مسلمانوں اور دنیا کے تمام طبقات سے یہ اپیل کرتی ہے کہ تصادم کی روش ترک کرکے مذاکرات کا راستہ اختیار کیا جائے' سازشی عناصر بالخصوص قادیانیوں کی شرارت' فتنہ انگیزی اور سازشوں سے مسلمانوں کو بچایا جائے اور پوری دنیا کو ایک خطہ امن بنانے کے لئے عملی جدوجہد کی جائے۔

علم کا مقام اور اہل علم کی ذمہ داریاں

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

میرا عقیدہ ہے کہ علم ایک اکائی ہے‘ جو بٹ نہیں سکتی‘ اس کو قدیم و جدید‘ مشرقی و مغربی‘ نظری و عملی میں تقسیم کرنا صحیح نہیں‘ اور جیسا کہ علامہ اقبال نے کہا ہے:

دلیل کم نظری قصۂ جدید و قدیم

میں علم کو ایک صداقت مانتا ہوں جو خدا کی دین ہے‘ جو کسی ملک و قوم کی ملک نہیں اور نہ ہونی چاہئے‘ مجھے علم کی کثرت میں بھی وحدت نظر آتی ہے‘ وہ ”وحدت“ سچائی ہے‘ سچ کی تلاش ہے‘ علمی ذوق ہے‘ اور اس کو پانے کی خوشی ہے‘ اس کے باوجود میں جناب چانسلر صاحب‘ وائس چانسلر صاحب‘ اور اس جامعہ کے ذمہ داروں کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنے ایک علمی اعزاز کے لئے ایک شخص کا انتخاب کیا‘ جس کا انتساب اور تعلق قدیم طرز تعلیم سے ہے۔

میں علم‘ ادب‘ شاعری‘ فلسفہ‘ حکمت کسی میں اس اصول کا قائل نہیں ہوں کہ جو اس کی ”وردی“ پہن کر آئے وہی ”عالم“ اور ”دانشور“ ہے‘ اور یہ مان لیا گیا ہے کہ جس کے جسم پر وردی نہ ہو وہ نہ مستحق خطاب ہے‘ نہ لائق سماعت‘ بدقسمتی سے ادب و شاعری میں بھی یہی حال ہے‘ جو ادب کی دکان نہ لگائے اور اس پر ادب کا سائن بورڈ آویزاں نہ کرے اور ادب کی وردی پہن کر ادبی محفل میں نہ آئے وہ ”بے ادب“ ہے‘ لوگوں نے ان پیدائشی ادیبوں اور شاعروں کا قصور کبھی معاف نہیں کیا‘ جن کے جسم پر وہ وردی دکھائی نہ دیتی ہو‘ یا جن کو بدقسمتی سے ان وردیوں میں سے کوئی وردی نہ مل سکی ہو‘ میں علم کی آفاقیت اور علم کی تازگی کا قائل ہوں‘ جس میں خدا کی رہنمائی ہر دور میں شامل رہی ہے‘ اگر خلوص ہے اور سچی طلب ہے تو خدا کی طرف سے کسی وقت فیضان میں کمی نہیں۔

حضرات گرامی! اس موقر دانش گاہ کے جلسہ تقسیم اسناد میں جو فلک بوس ہمالیہ کی ایک سرسبز و حسین وادی میں منعقد ہو رہا ہے‘ مجھے بے اختیار وہ واقعہ یاد آتا ہے‘ جب عرب کے ایک خشک علاقہ میں ایک پہاڑ پر جو نہ بلند تھا اور نہ سرسبز‘ (اس موقع پر مقرر نے کہا کہ وہ سرزمین خشک اور وہ پہاڑ غیر سرسبز تھا) لیکن حفیظ جالندھری نے خوب کہا ہے:

نہ یاں پر گھاس اگتی ہے نہ یاں پر پھول کھلتے ہیں
مگر اس سرزمیں سے آسماں بھی جھک کے ملتے ہیں

(یہ واقعہ) تقریباً چودہ سو سال پہلے پیش آیا تھا‘ اور جس نے تاریخ انسانی ہی نہیں بلکہ تقدیر انسانی پر اتنا گہرا اور لازوال اثر ڈالا ہے‘ جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی اور جس کا اس ”لوح و قلم“ سے خاص تعلق ہے‘ جس پر علم و تہذیب اور تحقیق و تصنیف کی اساس ہے اور جس کے بغیر نہ یہ عظیم دانش گاہیں وجود میں آتیں اور نہ یہ وسیع کتب خانے جس سے دنیا کی زینت اور زندگی کی قدر و قیمت ہے‘ میری مراد پہلی وحی کے واقعہ سے ہے جو ۱۲/فروری ۶۱۱ء کے لگ بھگ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ کے قریب غار حرا میں نازل ہوئی‘ اس کے الفاظ یہ تھے:

”(اے محمدؐ) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو‘ جس نے پیدا کیا‘ جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا‘ پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے‘ جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا‘ اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں‘ جن کا اس کو علم نہ تھا۔“ (سورۂ علق ۱ تا ۵)

خالق کائنات نے اپنی وحی کی اس پہلی قسط اور باران رحمت کے اس پہلے چھینٹے میں بھی اس حقیقت کے اعلان کو موخر و ملتوی نہیں فرمایا کہ علم کی قسمت قلم سے وابستہ ہے۔ غار حرا کی اس تنہائی میں جہاں ایک نبی امی اللہ کی طرف سے دنیا کی ہدایت کے لئے پیغام لینے گیا تھا‘ اور جس کا یہ حال تھا کہ اس نے قلم کو حرکت دینا خود بھی نہیں سیکھا تھا‘ جو قلم کے فن سے یکسر واقف نہ تھا‘ کیا دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر کہیں مل سکتی ہے؟ اور اس بلندی کا تصور بھی ہو سکتا ہے کہ اس نبی امی پر ایک امت امی اور ایک ناخواندہ ملک کے درمیان (جہاں جامعات اور دانش گاہیں تو بڑی چیز ہیں‘ حرف شناسی بھی عام

نہیں تھی) پہلی بار وحی نازل ہوتی ہے' اور آسمان و زمین کا رابطہ صدیوں کے بعد قائم ہوتا ہے تو اس کی ابتدا ہوتی ہے: "اقرأ" سے۔ جو خود پڑھا ہوا نہیں تھا' اس پر جو وحی نازل ہوتی ہے' اس میں اس کو خطاب کیا جاتا ہے کہ "پڑھو"۔ یہ اشارہ تھا' اس طرف کہ آپ کو جو امت دی جانے والی ہے' وہ امت صرف طالب علم ہی نہ ہوگی بلکہ معلم' عالم اور علم آموز ہوگی' وہ علم کی اس دنیا میں اشاعت کرنے والی ہوگی' جو دور آپ کے حصہ میں آیا ہے' وہ دور "اُمیّت" کا دور نہیں ہوگا' وہ دور وحشت کا دور نہیں ہوگا' وہ دور جہالت کا دور نہیں ہوگا' وہ دور علم دشمنی کا دور نہیں ہوگا' وہ دور علم کا دور ہوگا' عقل کا دور ہوگا' حکمت کا دور ہوگا' تعمیر کا دور ہوگا' انسان دوستی کا دور ہوگا' وہ دور ترقی کا دور ہوگا۔

"باسم ربک الذی خلق" (اس پروردگار کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا) بڑی غلطی یہ تھی کہ علم کا رشتہ رب سے ٹوٹ گیا تھا' اس لئے علم سیدھے راستے سے ہٹ گیا تھا' اس ٹوٹے ہوئے رشتہ کو یہاں جوڑا گیا' جب علم کو یاد کیا گیا' اس کو یہ عزت بخشی گئی تو اس کے ساتھ ساتھ اس کی بھی آگاہی دی گئی کہ اس علم کی ابتدا "اسم رب" سے ہونی چاہئے' اس لئے کہ علم اسی کا دیا ہوا ہے' اسی کا پیدا کیا ہوا ہے' اور اسی کی رہنمائی میں یہ متوازن ترقی کرسکتا ہے' یہ دنیا کی سب سے بڑی انقلاب آفریں' انقلاب انگیز اور دھماکہ آسا آواز تھی جو ہماری دنیا کے کانوں نے سنی تھی' جس کا کوئی تصور نہیں کرسکتا تھا' اگر دنیا کے ادیبوں اور دانشوروں کو دعوت دی جاتی کہ آپ لوگ قیاس کیجئے کہ جو وحی نازل ہونے والی ہے' اس کی ابتدا کس چیز سے ہوگی؟ اس میں کس چیز کو اولیت دی جائے گی؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے ایک آدمی بھی جو اس امی قوم اور اس کے مزاج اور دماغ سے واقف تھا' یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ "اقرأ" کے لفظ سے شروع ہوگی۔

یہ ایک انقلاب انگیز دعوت تھی کہ علم کا سفر خدائے حکیم وعلیم کی رہنمائی میں شروع کیا جانا چاہئے' اس لئے کہ یہ سفر بہت طویل' پُرپیچ اور بہت پُرخطر ہے' یہاں دن دہاڑے قافلے لٹتے ہیں' قدم قدم پر مہیب وعمیق گھاٹیاں ہیں' گہرے دریا ہیں' قدم قدم پر سانپ اور بچھو ہیں' اس لئے اس میں ایک رہبر کامل کی رفاقت ہونی چاہئے اور وہ رہبر کامل حقیقتاً خدا کی ذات ہے' مجرد علم وادب نہیں' وہ علم مقصود نہیں جو محض بولنے بتانے کا نام ہے' جو محض کھلونوں سے کھیلنے کا نام ہے' وہ علم نہیں جو محض دل بہلانے کا نام ہے' وہ علم نہیں جو ایک کو دوسرے سے لڑانے کا نام ہے' وہ علم نہیں جو قوموں کو قوموں سے ٹکرانے کا نام ہے' وہ علم نہیں جو اپنے معدہ کی خندق کو بھرنے کا ذریعہ سکھانے کا نام ہے' وہ علم نہیں جو زبان کو صرف استعمال کرنا سکھاتا ہے بلکہ: "اقرأ باسم ربک الذی خلق ○ خلق الانسان من علق ○ اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم ○ علم الانسان مالم یعلم ○" پڑھو تمہارا رب بڑا کریم ہے' وہ تمہاری ضرورتوں سے' تمہاری کمزوریوں سے' کیسے ناآشنا ہوسکتا ہے؟ اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم ○ آپ خیال کیجئے کہ قلم کا رتبہ اس سے زیادہ کس نے بڑھایا ہوگا کہ اس غار حرا کی پہلی وحی نے بھی قلم کو فراموش نہیں کیا' وہ قلم جو شاید ڈھونڈنے سے بھی مکہ میں کسی گھر میں نہ ملتا' اگر آپ اسے تلاش کرنے کے لئے نکلتے تو شاید معلوم نہیں کسی ورقہ بن نوفل (عہد بعثت کے ایک عرب فاضل جو توراۃ وانجیل کے بڑے عالم تھے' اور عبرانی زبان سے خوب واقف تھے) کے پاس کسی کاتب (عرب میں پڑھے لکھے آدمی کو "کاتب" کہتے تھے) جو دیار عجم سے کچھ لکھنا پڑھنا سیکھ کر آیا ہو' اس کے گھر میں ملتا۔ اور پھر ایک بہت بڑی انقلاب انگیز اور لافانی حقیقت بیان کی کہ علم کی کوئی انتہا نہیں "علم الانسان مالم یعلم" (انسان کو سکھایا جس کا اس کو پہلے علم نہ تھا)۔ سائنس کیا ہے؟ ٹیکنالوجی کیا ہے؟ انسان چاند پر جارہا ہے' خلا کو ہم نے طے کرلیا ہے' دنیا کی طنابیں کھینچ لی ہیں' یہ سب "علم الانسان مالم یعلم" کا کرشمہ نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرات گرامی! اجازت دیجئے کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر وادی علم کے ایک مسافر کی حیثیت سے کچھ مشورے' کچھ تجربے پیش کروں؟ جامعات کا پہلا کام سیرت سازی ہے' یونیورسٹی ایسا کریکٹر بنائے جو اپنے ضمیر کو بقول اقبال ایک کَپ جو کے بدلے میں بیچنے کے لئے تیار نہ ہو۔ آج کل کے فلسفے اور نظام یہ کہتے ہیں کہ اس بازار میں سب کی قیمت مقرر ہے' کوئی اگر کم قیمت پر نہیں خریدا جاسکتا تو زیادہ قیمت پر خرید لیا جائے گا۔ ایک جامعہ کی حقیقی کامیابی یہ ہے کہ وہ سیرت سازی کا کام کرے' وہ ایسے صاحب علم افراد پیدا کرے جو اپنے ضمیر کا سودا نہ کرسکیں' جن کو دنیا کی کوئی طاقت' کوئی تخریبی فلسفہ' کوئی غلط دعوت وتحریک کسی دام خرید نہ سکے' جو اقبال کے الفاظ میں پورے اعتماد و افتخار کے ساتھ کہہ سکیں:

کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں میں
غلام طغرل و سنجر نہیں میں
جہاں بینی مری فطرت ہے لیکن
کسی جمشید کا ساغر نہیں میں

دوسرا فرض یہ ہے کہ ہماری جامعات سے ایسے نوجوان نکلیں جو اپنی زندگیاں حق و صداقت اور علم و ہدایت کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہوں' جن کو کسی کے لئے بھوکا رہنے میں وہ لذت آئے جو کسی کو پیٹ بھر کر کھانے اور ناؤ نوش میں آتی ہے' جن کو کھونے میں وہ مسرت حاصل ہو جو بعض اوقات کسی کو پانے میں نہیں ہوتی' جو اپنی جوانی کی بہترین توانائیاں' ذہن کی بہترین صلاحیتیں اور اپنے جامعہ کا بہترین عطیہ جس سے ان کی جھولی بھر دی گئی ہے' انسانیت کو تباہی سے بچانے کے لئے صرف کریں۔

دانش گاہوں کو دیکھنا چاہئے کہ وہ اعلیٰ صلاحیت کے لوگ کتنی تعداد میں پیدا کر رہی ہیں؟ میں صفائی سے کہتا ہوں کہ اب کسی ملک کی یہ تعریف نہیں کہ وہاں بڑی تعداد میں یونیورسٹیاں ہیں' یہ کوتاہ نظری اب بہت پرانی ہو گئی ہے' سوال یہ ہے کہ علم کے شوق میں' جستجو کی راہ میں' علم و اخلاق کے پھیلانے' برائیوں' بداخلاقیوں' سفاکی و درندگی' دولت و قوت کی پرستش کو روکنے کے لئے کتنے آدمی اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں؟ اپنی قوم کو صاحب شعور' مہذب اور باضمیر قوم بنانے کے لئے کتنی تعداد میں نوجوان موجود ہیں جو اپنی ذاتی سربلندی اور ترقی سے آنکھیں بند کر کے اس مقصد کے لئے اپنے کو وقف کرتے ہیں؟ اصل معیار یہ ہے کہ کتنے نوجوان ایسے ہیں جو دنیا کی تمام آسائشوں اور ترقیوں سے آنکھیں بند کر کے کسی گوشے میں ٹھوس علمی و تعمیری کام کر رہے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ ادب' شاعری' فنون لطیفہ' حکمت و فلسفہ' تصنیف و تالیف سب کا مقصد یہ ہے کہ ملک و ملت میں ایک نئی زندگی اور روح پیدا ہو اور وہ سراب کی نمود اور شعلہ کی بھڑک نہ ہو' میں اس وقت ترجمان حقیقت ڈاکٹر محمد اقبال کے یہ اشعار پڑھوں گا جو انہوں نے اگرچہ کسی ادیب یا شاعر سے مخاطب ہو کر کہے تھے' لیکن یہ علم و ادب' فلسفہ و حکمت سب پر صادق آتے ہیں:

اے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا
مقصود ہنر سوز حیات ابدی ہے
یہ ایک نفس یا دو نفس مثل شرر کیا
شاعر کی نوا ہو کہ مغنی کا نفس ہو
جس سے چمن افسردہ ہو وہ باد سحر کیا

حضرات گرامی! اب آخر میں مجھے اپنے ان قابل مبارکباد بھائیوں سے جو یہاں سے سند لے کے جا رہے ہیں' یا ان خوش نصیب عزیزوں سے جو ابھی اس چمن علم کی خوشہ چینی میں معروف ہیں' کچھ کہنے کی اجازت دیجئے' میں اپنی بات کہنے میں (جو شاید کسی قدر خشک اور سنجیدہ ہو) ایک دلچسپ کہانی کا سہارا لوں گا' جو شاید آپ کے کانوں کا ذائقہ تبدیل کرنے میں مدد کرے۔

''راوی صادق البیان کہتا ہے کہ ایک بار چند طلباء تفریح کے لئے ایک کشتی پر سوار ہوئے طبیعت موج پر تھی' وقت سہانا تھا' ہوا نشاط انگیز اور کیف آور تھی' اور کام کچھ نہ تھا' یہ نوعمر طلباء خاموش کیسے بیٹھ سکتے تھے؟ جاہل ملاح دلچسپی کا اچھا ذریعہ اور فقرہ بازی' مذاق و تفریح طبع کے لئے بے حد موزوں تھا' چنانچہ ایک تیز و طرار صاحبزادے نے اس سے مخاطب ہو کر کہا: چچا میاں! آپ نے کون سے علوم پڑھے ہیں؟

ملاح نے جواب دیا: میاں میں نے کچھ پڑھا لکھا نہیں۔

صاحبزادہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا: ارے! آپ نے سائنس نہیں پڑھی؟

ملاح نے کہا: میں نے تو اس کا نام بھی نہیں سنا۔

دوسرے صاحبزادے بولے: جیومیٹری اور الجبرا تو آپ ضرور جانتے ہوں گے؟

ملاح نے کہا: حضور یہ نام میرے لئے بالکل نئے ہیں۔

اب تیسرے صاحبزادے نے شوشہ چھوڑا: مگر آپ نے جیوگرافی اور ہسٹری تو پڑھی ہی ہوگی؟

ملاح نے جواب دیا: سرکار! یہ شہر کے نام ہیں یا آدمی کے؟

ملاح اس جواب پر لڑکے اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکے اور انہوں نے قہقہہ لگایا' پھر انہوں نے پوچھا: چچا میاں! تمہاری عمر کیا ہوگی؟ ملاح نے بتایا: یہی کوئی چالیس سال' لڑکوں نے کہا: آپ نے اپنی آدھی عمر برباد کی اور کچھ پڑھا لکھا نہیں۔

ملاح بیچارہ خفیف ہو کر رہ گیا' اور چپ سادھ لی' قدرت کا تماشہ دیکھئے کہ کشتی کچھ ہی دور گئی تھی کہ دریا میں طوفان آ گیا' موجیں منہ پھیلائے ہوئے بڑھ رہی تھیں اور کشتی ہچکولے لے رہی تھی' معلوم ہوتا تھا کہ اب ڈوبی تب ڈوبی' دریا کے سفر کا لڑکوں کا پہلا تجربہ تھا' ان کے اوسان خطا ہو گئے' چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں' اب جاہل ملاح کی باری آئی' اس نے بڑی سنجیدگی سے منہ بنا کر پوچھا: بھیا! تم نے کون کون سے علم پڑھے ہیں؟

لڑکے اس بھولے بھالے جاہل ملاح کا مقصد نہیں سمجھ سکے اور کالج یا مدرسہ میں پڑھے ہوئے علوم کی لمبی فہرست گنانی شروع کر دی' اور

جب وہ بھاری بھرکم اور مرعوب کن نام گنا چکے تو اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا: ٹھیک ہے' یہ سب تو پڑھا لیکن کیا پیراکی بھی سیکھی ہے؟ اگر خدانخواستہ کشتی الٹ جائے تو کنارے کیسے پہنچ سکو گے؟ لڑکوں میں سے کوئی بھی تیرنا نہیں جانتا تھا' انہوں نے بہت افسوس کے ساتھ جواب دیا: چچا جان! یہی ایک علم ہم سے رہ گیا ہے' ہم اسے نہیں سیکھ سکے۔

لڑکوں کا جواب سن کر ملاح زور سے ہنسا اور کہا: میاں! میں نے تو اپنی آدھی عمر کھوئی مگر تم نے تو پوری عمر ڈبوئی' اس لئے کہ اس طوفان میں تمہارا پڑھا لکھا کام نہ آئے گا' آج پیراکی ہی تمہاری جان بچاسکتی ہے' اور وہ تم جانتے ہی نہیں۔'' (ماخوذ ''منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین'')

آج بھی دنیا کے بڑے بڑے ترقی یافتہ ممالک میں' جو بظاہر دنیا کی قسمت کے مالک بنے ہوئے ہیں' صورتحال یہی ہے کہ زندگی کا سفینہ گرداب میں ہے' دریا کی موجیں خونخوار نہنگوں (مگرمچھوں) کی طرح منہ پھیلائے ہوئے بڑھ رہی ہیں' ساحل دور ہے اور خطرہ قریب' کشتی کی معزز و لائق سواریوں کو سب کچھ آتا ہے' مگر ملاحی کا فن اور پیراکی کا علم نہیں آتا' دوسرے الفاظ میں انہوں نے سب کچھ سیکھا ہے' لیکن بھلے مانسوں' شریف خداشناس اور انسانیت دوست انسانوں کی طرح زندگی گزارنے کا فن نہیں سیکھا' اقبال نے اپنے ان اشعار میں اسی نازک صورتحال اور اس عجیب وغریب ''تضاد'' کی تصویر کھینچی ہے' جس کا اس بیسویں صدی کا مہذب اور تعلیم یافتہ فرد بلکہ معاشرہ کاشکار ہے:

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلہ نفع و ضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

شریفانہ انسانی زندگی گزارنے کا بنیادی فن' خداترسی' انسان دوستی' ضبط نفس کی ہمت وصلاحیت' ذاتی مفاد پر اجتماعی مفاد کو ترجیح دینے کی عادت' انسانیت کا احترام' انسانی جان ومال' عزت وآبرو کے تحفظ کا جذبہ' حقوق کے مطالبہ پر ادائے فرض کو ترجیح' مظلوموں اور کمزوروں کی حمایت وحفاظت اور ظالموں وطاقتوروں سے پنجہ آزمائی کا حوصلہ' ان انسانوں سے جو دولت وجاہت کے سوا کوئی جوہر نہیں رکھتے' عدم مرعوبیت وبے خوفی' ہر موقع پر اور خود اپنی قوم' اپنی جماعت کے مقابلے میں کلمہ حق کہنے کی جرأت' اپنے اور پرائے کے معاملہ میں انصاف اور ترازو کی تول' کسی دانا وبینا طاقت کی نگرانی کا یقین اور اس کے سامنے جواب دہی اور حساب کا کھٹکا' یہی صحیح' خوشگوار و بے خطر اور کامیاب زندگی گزارنے کی بنیادی شرطیں اور ایک اچھے وخوش اسلوب معاشرہ اور ایک طاقتور و محفوظ و باعزت ملک کی حقیقی ضرورتیں اور اس کے تحفظ کی ضمانتیں ہیں' اس کی تعلیم اور اس کے لئے مناسب ماحول مہیا کرنا دانش گاہوں کا اولین فرض اور اس کا حصول تعلیم یافتہ نسل اور ملک کے دانشوروں کی پہلی ذمہ داری ہے' اور ہم کو اس جیسے تمام مواقع پر دیکھنا چاہئے کہ اس کام کی تکمیل میں ہماری دانش گاہیں کتنی کامیاب اور ان کے سند یافتہ افراد وفضلاء کتنے قابل مبارکباد ہیں؟ اور آئندہ ان مقاصد کے حصول اور تکمیل کے لئے ہم کیا عزائم رکھتے ہیں؟ اور ہم نے کیا انتظامات سوچے ہیں؟

☆☆..........☆☆

بقیہ: معیار صداقت

۹:......تئیس برس:

''تئیس برس کی عمر ملی' یہ عمر قیامت تک صادقوں کا پیمانہ ہے۔'' (ضمیمہ اربعین ۳' ۴ ص اول' روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۶۸)

۱۰:......پچیس برس:

''کیا کسی کو یاد ہے کہ کاذب اور مفتری' وافتراؤں کے دن سے پچیس برس تک مہلت دی گئی؟'' (سراج منیر ص ۴' روحانی خزائن ج ۱۲ ص ۴)

۱۱:......تیس برس:

''یہ لوگ باوجود مولوی کہلانے کے یہ کہتے ہیں کہ ایک خدا پر افتراء کرنے والا......تیس سال تک بھی زندہ رہ سکتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۰۶' روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۵)

کیا مرزا صاحب کا یہی خدائی پیمانہ ہے؟ جو ''جلدی الفور' دست بدست'' سے شروع ہوتا ہے' اور ''دس' گیارہ' بارہ' چودہ' سولہ' اٹھارہ' بیس' تئیس' پچیس برس'' کی وسعتوں کو پھلانگتے ہوئے ''تیس برس'' تک پہنچ جاتا ہے۔ ان کے اس ملمع شدہ مصنوعی پیمانہ کو دیکھنے والا کیا یہی نہیں کہے گا کہ:

''یہ تو صریح اجتماع ضدین ہے' اور کوئی دانشمند اور قائم الحواس آدمی ایسے دو متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا۔'' (ازالہ اوہام حصہ اص ۲۳۹' روحانی خزائن ج ۳ ص ۲۲۰)

انصاف فرمایئے! اگر ۲۳ برس کی مہلت ''صادقوں کا پیمانہ'' تھا' تو مرزا صاحب نے اس سے کم بیش مدت کو معیار کے طور پر کیوں پیش کیا؟

☆☆..........☆☆

پہلی قسط

اصلاح ظاہر و باطن

مولانا شاہ ابرار الحق مدظلہ

”الذین آمنو وتطمئن قلوبهم بذكر الله الا بذكر الله تطمئن القلوب۔“

مراد اس سے وہ لوگ ہیں' جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے اور خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر (میں ایسی خاصیت ہے کہ اس) سے دل کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ (بیان القرآن)

دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں پیدا فرمائی ہیں' ان کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن نفع کے اعتبار سے ان کی دو قسمیں ہیں: ایک خاص' دوسرے عام' بہت سی چیزیں خاص ہیں نفع کے اعتبار سے جیسے ریل' موٹر' ہوائی جہاز وغیرہ کہ ان سے وہی لوگ نفع اٹھا سکیں گے جو روپیہ پیسہ خرچ کر کے سفر کریں' یا ہنر سیکھ کر' ڈرائیوری سیکھ کر اس کی ملازمت کریں' بہت سے لوگوں کو نہ تو چلانا آتا ہے اور نہ ہی ان کو سفر کرنے کی ضرورت اور فرصت ہے' اس لئے ان خاص خاص چیزوں کے فائدے کو وہ لوگ حاصل نہیں کر سکتے اور بہت سی چیزیں عام ضرورت کی ہیں جیسے ہوا پانی وغیرہ کہ ان سے عام انسان فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

ہر انسان سکون چاہتا ہے:

بعض چیزیں انسان کی ضرورت کی ایسی ہیں کہ جن کے حاصل کرنے کی خواہش عام طور پر سب کو ہوتی ہے جیسے چین و راحت ہے' سکون و اطمینان ہے کہ ہر شخص کو خواہش ہوتی ہے کہ یہ حاصل ہو جائے خواہ وہ مرد ہو یا عورت' بوڑھا ہو یا جوان' مسلم ہو یا غیر مسلم' سب کو تمنا ہے کہ راحت و سکون اور اطمینان حاصل ہو۔

سکون کی تلاش اور اس کا انجام:

اس کے لئے ہر شخص کوشش کیا کرتا ہے' مگر اس کے باوجود چین و سکون نصیب نہیں ہوتا' کیونکہ اس کے حاصل کرنے کا صحیح راستہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اس کے لئے غلط راستہ اختیار کیا جاتا ہے' ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ سوائے محرومی و ناکامی کے اور کیا ہو سکتا ہے؟ بہت سے لوگوں نے سکون و اطمینان اور راحت و چین کو اولاد کی کثرت' حصول حکومت یا باغات و تجارت وغیرہ سے حاصل کرنے کا سوچا ہے مگر حالات و واقعات اس کے خلاف دیکھے جاتے ہیں کہ حکومت اور مال و دولت حاصل ہونے کے باوجود سکون و اطمینان اور چین نصیب نہیں ہوتا۔ ایک وزیر صاحب کا حال سننے میں آیا کہ باوجود صاحب اولاد و صاحب مال و اسباب ہونے کے ایک مقدمہ ان پر قائم ہے' جس سے ساری زندگی تلخ و کڑوی ہو چکی ہے' نہ مال میں سکون' نہ اولاد میں چین' نہ حکومت و ثروت میں راحت' ساری دولت کے باوجود زندگی پریشان' ایئر کنڈیشن مکان میں آرام فرما ہیں' زیب و زینت و آرائش کے سارے سامان مہیا ہیں' پُر تکلف کھانے پینے کی چیزیں موجود ہیں' مگر اصل چیز جس کے لئے یہ سب ہے یعنی قلب کا اطمینان اور دل کا سکون' وہ حاصل نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ عام طور پر لوگوں نے سکون حاصل کرنے کا جو طریقہ سمجھا ہے' صحیح نہیں ہے۔

سکون کا صحیح راستہ کیا ہے؟

اس کے حاصل کرنے کی دوسری تدبیر ہے' اب سوال یہ ہے کہ وہ تدبیر کیا ہے؟ تو اس کے متعلق پہلے تو مثال عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ بات خوب ذہن نشین ہو جائے۔ وہ یہ کہ انسان کے اعضاء دو قسم کے ہیں: ایک ظاہری' دوسرے باطنی' اعضائے ظاہرہ مثلاً آنکھ ہے' اس میں ریزہ یا گرد و غبار سفر کی حالت میں اڑ کر پڑ گیا تو اس سے بے قراری کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور آنکھ کا جو صحیح کام ہے' لکھنا' پڑھنا' پر فضا مقامات' اچھے اور عمدہ باغات وغیرہ کا دیکھنا اور فرحت حاصل کرنا یہ سارے فوائد ختم اور مفقود ہو گئے' ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ گرد و غبار اور چھوٹے چھوٹے ذرات جو کہ آنکھ کے لئے اجنبی ہیں' ان کے پڑنے کی وجہ سے ایک تو سکون ختم ہو گیا اور بے چینی پیدا ہو گئی' دوسرے یہ کہ آنکھ کے جو منافع تھے' وہ بھی ختم ہو گئے' تو معلوم ہوا کہ اجنبی چیز کے دخل انداز ہونے سے خلل پڑ جاتا ہے اور اس سے حاصل ہونے والے جو فوائد ہیں وہ مفقود ہو جاتے ہیں۔

اجنبی کے ہونے سے بے چینی ہو جاتی ہے:

دوسری مثال: ایک شخص سو کر اٹھا اس کو ہاتھ

میں ورم معلوم ہوا‘ جس سے پریشان ہوکر ڈاکٹر کے یہاں جانے لگا تو راستہ میں کسی نے کہا کہ بھائی! کہاں جارہے ہو؟ ڈاکٹر کے یہاں جانے کی کیا ضرورت ہے؟ اب تو تمہارے ہاتھ کو ترقی ہورہی ہے اور تمہارا ہاتھ موٹا ہورہا ہے‘ تو ظاہر ہے کہ وہ یہی جواب دے گا کہ بھائی! ہم کو ایسی ترقی نہیں چاہئے جس میں درد اور تکلیف ہو‘ بلکہ ہم کو ایسی ترقی پسند اور مطلوب ہے جس میں سکون اور اطمینان ہو۔ غرض یہ کہ وہ شخص ڈاکٹر صاحب کے یہاں گیا اور اپنا حال بتلا کر ہاتھ دکھایا تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ بھائی اس کے اندر پیپ اور مواد بھر گیا ہے‘ جو اجنبی ہے‘ خون کو خراب کرنے والا اور تکلیف کو بڑھانے والا ہے‘ جب تک یہ نکل نہ جائے گا سکون حاصل نہ ہوگا‘ اس کے نکلنے کے بعد ہی سکون حاصل ہوسکتا ہے‘ اسی طرح مستورات پردہ میں بیٹھ کر سکون کے ساتھ دین کی باتیں سن رہی ہیں‘ اب اگر کوئی اجنبی شخص اچانک ان کے مجمع میں گھس جائے تو ان مستورات کا کیا حال ہوگا؟ سارا سکون واطمینان ختم ہوکر ان پر ایک پریشانی چھا جائے گی‘ کیونکہ ایک اجنبی اور غیر مانوس آگیا‘ تو جب تک وہ غیر جنس باہر نہ چلا جائے گا ان کو سکون حاصل نہ ہوگا۔

باطن کا معاملہ اعضاء ظاہرہ کی طرح ہے:

تو جب اعضاء ظاہرہ کے اندر ایک اجنبی چیز کے آجانے سے سکون ظاہر ختم ہوجاتا ہے‘ اسی طرح قلبی سکون کے معاملہ کو خیال کرنا چاہئے کہ اس میں کوئی اجنبی چیز پہنچ گئی ہے‘ جس سے دل کو سکون نہیں مل رہا ہے اور ظاہر ہے کہ کسی بھی مقام میں کسی اجنبی کے موجود ہونے سے اس وقت تک سکون واطمینان حاصل نہیں ہوسکتا ہے‘ جب تک کہ وہ اجنبی نہ نکل جائے خواہ وہ ظاہراً ہو یا باطناً‘ اس کا تعلق جسم سے ہو یا قلب سے‘ اجنبی اور غیر مانوس کو نکال کر اس مقام اور حال کے مناسب مانوس چیز کو داخل کرنے ہی سے راحت وسکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

قلب کا تزکیہ اور تحلیہ:

تو اس سے معلوم ہوا کہ دو طرح کی چیزیں ہیں: بعض چیزیں تو وہ ہیں جو دل کے لئے مانوس ہیں اور کچھ چیزیں وہ ہیں جو دل کے لئے اجنبی ہیں‘ جب ان اجنبی چیزوں کو نکال کر مانوس چیزوں سے دل کو آراستہ کیا جائے گا تو سکون قلب حاصل ہوگا‘ جس طریقہ سے کوئی مکان ہو‘ اس سے راحت وآرام حاصل کرنے کے لئے دو کام کرنے پڑتے ہیں: ایک تو اجنبی چیزیں جیسے سانپ‘ بچھو‘ مکڑی کا جالا‘ کوڑا کرکٹ وغیرہ کا نکالنا‘ دوسرے مناسب چیزوں کا اس میں داخل کرنا مثلاً اس کی مرمت‘ پتائی‘ فرش فروش‘ روشنی وپنکھے اور دیگر ضروریات کا اہتمام کرنا‘ ان دونوں کاموں سے مکان خوبصورت بھی بن جائے گا اور صاحب مکان کے لئے باعث راحت ومسرت بنے گا‘ ایسے مکان میں رہنے سے سکون بھی حاصل ہوگا‘ اسی طرح قلب کو گندے اخلاق سے صاف کرکے اچھے اخلاق واعمال سے آراستہ کرنے کی ضرورت ہے۔

کم خواہشات کی وجہ سے سکون:

اگر گندے اور بُرے اخلاق میں سے ایک خلق وعادت بھی ہوگی تو سکون میسر نہ ہوگا‘ مثلاً کسی کے قلب میں دنیا کی محبت ہو تو دل ہر وقت پریشان رہے گا‘ چین وسکون نہ ملے گا‘ کیونکہ جب وہ کسی کے پاس مال دیکھے گا تو یہ چاہے گا کہ یہ مال مجھے ملے اور طرح طرح کی فکر میں گھرا رہے گا‘ اس لئے اس کو سکون واطمینان حاصل نہیں ہوگا‘ ایک مرتبہ کا میرا ہی واقعہ ہے کہ جب میں دورۂ حدیث پڑھ کر (مدرسہ مظاہر علوم) سہارنپور سے فارغ ہوا تو حضرت والا تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے مشورہ کے مطابق جامع العلوم کانپور میں پچیس روپے ماہانہ تنخواہ پر تقرر ہوگیا‘ اسی زمانہ میں میرے ایک عزیز گونڈہ میں بیمار تھے‘ حضرت والد صاحبؒ کے ارشاد کے مطابق ان سے ملنے اور ان کی عیادت کے لئے گونڈہ جانا ہوا‘ میرے جو عزیز بیمار تھے ان کے ایک عزیز جو کہ ڈاکٹر تھے‘ وہ بھی تشریف لائے ہوئے تھے‘ عمر میں مجھ سے بڑے تھے‘ بے تکلف آرام کرسی پر لیٹے ہوئے مجھ سے بات چیت کرنے لگے‘ سلسلۂ گفتگو میں انہوں نے پوچھا کہ آپ کیا کرتے ہیں؟ اور کیا تنخواہ ملتی ہے؟ میں نے کہا کہ کانپور کے ایک مدرسہ میں درس وتدریس کا کام کرتا ہوں اور پچیس روپے ماہانہ ملتے ہیں‘ اس پر انہوں نے تعجب کرتے ہوئے کہا کہ اتنے میں کیا ہوتا ہوگا؟ یہ بہت ہی کم ہیں‘ میں نے کہا کہ بھائی! اگر کوئی یہ خیال رکھتا ہو کہ مجھے پندرہ روپے ماہانہ ہی مل جائیں تو میں گزر کرلوں گا‘ پھر اس کو پچیس روپے مل جائیں تو فرمایئے کہ اس کو کس قدر راحت ومسرت ہوگی؟ اتنا سنتے ہی وہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور تعجب سے فرمایا کہ تم نے ایسی بات کہی جس سے مجھے بہت نفع ہوا اور بہت زیادہ سکون حاصل ہوا۔ میرا تو حال یہ ہے کہ ماہانہ تین سو روپے کماتا ہوں مگر فکر لگی رہتی ہے کہ مہینہ میں پانچ سو روپے ملیں‘ اس لئے پریشان ہی پریشان رہتا ہوں‘ سکون حاصل نہیں ہوتا‘ اور آپ کو اتنی مقدار میں کم خواہش کی وجہ سے سکون حاصل ہے۔

حرص تمام برائیوں کی جڑ ہے:

تو اصل بات یہی ہے کہ اگر انسان میں قناعت ہو تو سکون ہوجائے اور اگر بجائے قناعت کے مال کی محبت اور اس کی لالچ ہو تو سکون کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟ ہر وقت اسی فکر وکوشش میں رہے گا کہ کسی طرح سے مال

حاصل ہو اس میں اضافہ ہو اور مال کی محبت یہ دل کی بڑی بیماری ہے‘ اسی کا دوسرا نام حرص ہے‘ اس کو ”ام الامراض“ کہنا چاہئے کہ تمام بیماریوں اور خرابیوں کی جڑ ہے۔ حضرت والا حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ حب دنیا ہی کا نام تو حرص ہے اور حرص تمام بیماریوں کی جڑ ہے کیونکہ اسی کی وجہ سے جھگڑے فساد ہوتے ہیں‘ اسی کی وجہ سے مقدمہ بازیاں ہوتی ہیں‘ اگر لوگوں میں حرص مال نہ ہو تو کوئی کسی کا حق نہ دبائے‘ پھر ان فسادات کی نوبت بھی نہ آئے‘ بدکاری اور چوری وغیرہ کا منشا بھی ایک گونہ حرص ہے کیونکہ عارفین کا قول ہے کہ تمام اخلاق رذیلہ کی اصل کبر ہے اور کبر کا منشا بھی ایک گونہ حرص ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ بھی حرص کی ایک فرد ہے‘ کیونکہ تکبر طلب جاہ کا نام ہے تو اس میں جاہ کی ہوس ہے‘ بلکہ اگر غور کیا جائے تو مال کی بھی حرص ہے‘ کیونکہ طلب جاہ اس واسطے کی جاتی ہے کہ طالب جاہ کو ضروریات معاش سہولت سے مل جاتی ہیں‘ اس کی حاجتیں با آسانی پوری ہو جاتی ہیں‘ جو کام دوسرے شخص کو سینکڑوں روپے خرچ کرنے سے نکلتا ہے‘ وہ صاحب جاہ کی زبان ہلنے سے ہو جاتا ہے‘ تو معلوم ہوا کہ تکبر کا منشا بھی حرص ہوا اور کبر تمام رذائل کی جڑ ہے تو حرص منشا ہوا تمام معاصی کا‘ چنانچہ مشاہدہ ہے کہ نا اتفاقی کا منشا بھی حرص ہے اور تفاخر کا منشا بھی یہی ہے کیونکہ مال و دولت کا دکھانا جمع مال ہی کے بعد ہو سکتا ہے اور وہ جمع ہوتا ہے حرص سے‘ تو حرص کا ام الامراض ہونا اور اصل معاصی ہونا ثابت ہو گیا۔ (علاج الحرص)

دنیا کی محبت برائی کی جڑ کیوں ہے؟

حدیث میں فرمایا گیا ہے:

”دنیا کی محبت تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔“ (جامع الصغیر)

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت تمام خرابیوں اور برائیوں کی جڑ کیسے ہے؟ تو بات یہ ہے کہ دو چیزیں ہیں: ایک ہے دنیا اور ایک ہے آخرت۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں میں سے جس کی محبت ہوگی اسی کی فکر غالب ہوگی اور اسی کے لئے کام کرے گا اور اسی کا اہتمام کرے گا‘ دوسری طرف نہ توجہ ہوگی‘ نہ ہی اس کے لئے فکر و کوشش ہوگی۔ حضرت وہب بن منبہؒ جو جلیل القدر تابعی ہیں‘ وہ فرماتے ہیں:

”دنیا و آخرت کی مثال اس شخص کی طرح ہے کہ اس کی دو سوکن ہوں کہ اگر ایک کو راضی کرتا ہے تو دوسری کو ناراض کر دے گا۔“ (کتاب الزہد والرقاق)

اسی طرح دنیا و آخرت کا معاملہ ہے کہ دونوں میں سے ایک سے محبت‘ یہ دوسرے سے بے تعلق کر دیتی ہے‘ تو جب دنیا کی محبت ہوگی تو آخرت کا اہتمام نہ ہوگا‘ جس کی بنا پر نہ برائیوں سے بچے گا اور نہ ہی اچھے اعمال کرے گا‘ کیونکہ آخرت کی فکر اور اس کا خوف‘ یہ بنیاد ہے معصیت اور جرائم سے روکنے کی‘ اس لئے فرمایا گیا کہ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی بنیاد ہے۔

مال کی ضرورت اور اس کی حد:

یہاں پر ایک بات اور سمجھنے کی ہے کہ ایک طرف تو حکم ہے کہ دنیا سے دل نہ لگائے اور اس سے محبت اور تعلق نہ رکھے‘ دوسری طرف یہ بھی ہے کہ انسان جب تک زندہ ہے‘ اس وقت تک اس کے ساتھ یہاں کی ضروریات لگی ہوئی ہیں‘ اپنے متعلقین‘ اعزہ و اقرباء کے حقوق ہیں‘ جن کی ادائیگی اس کے ذمہ ضروری ہے‘ اس کے لئے ضروری ہے کہ روپے پیسے ہوں‘ مال کمائے تاکہ ضروریات زندگی پوری ہو سکیں اور ہر ایک کے حقوق ادا ہو سکیں‘ تو بات یہ ہے کہ اس کے دو درجے ہیں: ایک درجہ ہے ضرورت کا اور ایک درجہ ہے محبت کا‘ بقدر ضرورت دنیا کمانا‘ اس کی تو اجازت ہے بلکہ حلال طریقہ پر حاصل کرنا یہ طاعت ہے اور اس کا حکم بھی ہے‘ البتہ اس میں دلچسپی لینا‘ اس میں دل لگانا اور اسی سلسلہ میں حد سے بڑھ جانا کہ ہر وقت اسی کی فکر اور اسی کی دھن رہے‘ اس سے منع کیا گیا ہے‘ اس درجہ تعلق نقصان دہ ہے اور ہلاکت کا ذریعہ ہے۔

دنیا سے کون سا تعلق ہلاکت کا ذریعہ ہے؟

جس طرح کشتی کے چلنے کے لئے پانی کا ہونا ضروری ہے‘ بغیر اس کے کشتی نہیں چل سکتی لیکن پانی کشتی کے لئے اسی وقت تک مفید ہے جب تک کہ پانی کشتی سے باہر ہے اور کشتی اس کے اوپر ہے‘ اگر کہیں پانی کشتی میں آجائے تو ظاہر ہے کہ یہ معاملہ کشتی کے لئے نقصان دہ ہے کہ وہ ڈوب جائے گی‘ یہی معاملہ انسان کے دل اور دنیا کا ہے‘ جب تک اس کی محبت دل میں نہیں ہے تو کوئی بات نہیں‘ جہاں اس کی محبت دل میں آگئی تو بس سارا معاملہ بگڑ گیا۔ مشہور محدث حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”خلاصہ یہ کہ دنیا کی محبت قلب میں ہونا انسان کے لئے مہلک ہے‘ نہ کہ سالک کے قالب میں ہونا‘ تشبیہ دی گئی ہے قلب کو کشتی کے ساتھ اس طرح کہ پانی دنیا کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ آیت کریمہ انما مثل الحیوۃ ...... الآیہ میں اگر پانی کشتی میں داخل ہو جائے تو کشتی کو مع سواروں کے غرق کر دے گا اور اگر کشتی کے باہر اس کے ارد گرد ہے تو کشتی کو چلائے گا اور اس کو منزل مقصود پر پہنچا دے گا‘ اسی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صالح آدمی کے لئے حلال مال اچھا ہے۔“ (مرقاۃ)

تو مقصود بالکل دنیا کا ترک نہیں ہے‘ بلکہ اس میں انہماک منع ہے۔

فکرِ معاش میں لگے مگر مغموم دل کے ساتھ:

چنانچہ دنیا سے تعلق بھی کم ہو' ساتھ میں معاش کے لئے کوشش بھی ہو' یہ دونوں باتیں جمع ہو سکتی ہیں' ان میں کوئی تضاد نہیں ہے' اس کی مثال حضرت والا حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے بڑی عمدہ بیان فرمائی کہ کسی کا بیٹا مر گیا ہو تو اس کا کوئی کام بند نہیں ہوتا' مگر ایسا مضمحل ہو جاتا ہے کہ کسی کام کو دل نہیں چاہتا' گویا بالکل ڈھیلا ہو جاتا ہے' کھاتا پیتا بھی ہے' بولتا بھی ہے' ہنستا بھی ہے مگر سب تلخ' پہلے کی حالت میں اور اس حالت میں بڑا فرق ہوتا ہے' کھل کر بات نہیں کرتا' کوئی زیادہ بات کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ ارے بھائی! کیوں دق کرتے ہو؟ چھوٹوں اور بڑوں سب کو بابا ہاتا ہے' تو دیکھئے دنیا کے سب کام ہوتے ہیں' کون سا ضروری کام نہ رہا؟ کیا سردی' گرمی کی جنس باقی نہ رہی؟ یا کھانے پینے کی حاجت کا احساس نہ رہا؟ مگر یہ ضرور ہو جاتا ہے کہ یہ پرواہ نہیں رہتی کہ کون سا لحاف ہو؟ اس کی گوٹ بدصورت ہے؟ یا کس قدر میلا ہے؟ یا لحاف اوڑھنا خلافِ شان ہے؟ کھانا کھاتے وقت یہ اہتمام نہیں رہتا کہ چینی کے برتنوں میں ہو؟ اور اقسام اقسام کے کھانے ہوں؟ جیسے الٹا سیدھا مل جائے پیٹ بھر لیا' خلاصہ یہ کہ نخرے نہیں رہے' باقی سب کام بدستور ہے۔ (دواء العیوب)

دنیا میں زندگی ایسی ہی ہونی چاہئے کہ دنیا کے سارے کام کرے' زندگی کی ضروریات پوری کرے' مگر مغموم اور مرجھائے ہوئے دل کے ساتھ۔

سارے جھگڑے ختم ہو جائیں گے:

لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ یہ طریقہ تو ایسا ہے کہ اگر اس کو اختیار کیا جائے تو اس سے دنیا کے کام بند ہو جائیں گے اور ہماری حاجتیں و ضرورتیں بھی پوری نہیں ہو پائیں گی۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس سے کوئی کمی نہیں ہوگی اور نہ کوئی نقصان ہوگا بلکہ اس میں نفع ہی نفع ہے' اس لئے کہ تمام خرابیوں اور برائیوں کی بنیاد مال کی محبت اور دنیا کی محبت ہے' جب اس میں انہماک کم ہو جائے گا اور تعلق کم ہوگا تو اس کی وجہ سے جتنی آفتیں و مصیبتیں آتی تھیں' وہ سب کم ہو جائیں گی' آرام و اطمینان سے زندگی بسر ہوگی کہ نہ چوری کا خوف ہوگا' نہ ڈاکے کا خطرہ ہوگا' نہ حق تلفی کا اندیشہ ہوگا' یہ سارے جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔ غرضیکہ دنیا کی محبت دل کی بڑی بیماری ہے اور اس سے طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

دنیا میں انہماک یہ سم قاتل ہے:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس بیماری کا علاج یہ ہے کہ جی بھر کر دنیا میں لگ کر خوب مال و دولت جمع کر لی جائے' روپیہ پیسہ کا ڈھیر لگا لیا جائے تو پھر اس کے بعد اس کی خواہش ختم ہو جائے گی' سکون حاصل ہو جائے گا۔ ایسا سمجھنا غلطی کی بات ہے' اس لئے کہ ایسا کرنے سے بظاہر عارضی طور پر سکون ہو جائے گا مگر حقیقت میں دنیا کی محبت اور زیادہ پختہ ہو جائے گی' اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ جیسے درخت کی جڑ میں پانی دیا جاتا ہے تو وہ تھوڑی دیر میں زمین میں جذب ہو کر نظروں سے غائب ہو جاتا ہے مگر واقع میں وہ غائب نہیں ہوا بلکہ جڑ کو پہلے سے زیادہ مضبوط کر کے اس کی شاخوں اور پتیوں میں تازگی پہنچائے گا' اس لئے جو لوگ دنیا کی محبت کے تقاضے پر عمل کرتے ہیں تو درحقیقت وہ اس میں کمی نہیں کر رہے ہیں' بلکہ الٹا اسی مرض کو اور زیادہ بڑھا رہے ہیں اور تقویت دے رہے ہیں' یہی وجہ ہے کہ حدیث میں فرمایا گیا:

"اگر انسان کو مال سے بھرے ہوئے دو جنگل بھی مل جائیں تب بھی تیسرے کی آرزو کرے گا۔" (مشکوٰۃ)

توجہ الی اللہ حرص کا علاج ہے:

تو مال کی محبت اور اس کی حرص کا علاج یہ نہیں ہے کہ خوب جی بھر کر مال و دولت کمایا جائے' کیونکہ اس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوگا اور مرض میں اضافہ ہوگا' بلکہ اس کا علاج بھی اسی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتے ہیں جو شخص توبہ کرے۔" (مشکوٰۃ)

اس حدیث کی تشریح میں حضرت والا حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ اس میں توبہ کو علاج حرص بتلایا گیا ہے' جس کے معنی ہیں توجہ الی اللہ اور اس کا علاج ہونا ایک قاعدہ فلسفہ سے سمجھ میں آ جائے گا وہ قاعدہ یہ ہے کہ "نفس ایک وقت میں دو چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔"

ظاہر ہے کہ حرص کی حقیقت توجہ اور میلان الی الدنیا ہے' اب توجہ کو کسی دوسری شے کی طرف پھیر دیا جائے تو توجہ الی الدنیا باقی نہ رہے گی' پھر جس چیز کی طرف توجہ کو پھیرا جائے' اگر وہ طبعاً بھی محبوب ہو تو اس صورت میں یہ توجہ اشد ہوگی اور اس سے توجہ الی الدنیا کا ازالہ بھی قوی ہوگا' اور اگر ایسی شے کی طرف توجہ پھیری جائے جو طبعاً محبوب نہ ہو' تو اس صورت میں یہ توجہ کمزور ہوگی' اب سمجھو کہ حق تعالیٰ سے ہر شخص کو فطری تعلق ہے اور ذاتِ حق کی طرف ہر ایک کو میلان طبعی ہے۔ فقط مسلمان ہی کو نہیں' بلکہ کافر کو بھی کیونکہ انسان کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے تو کسی سبب سے ہوتی ہے اور وہ اسباب یہ ہیں: حسن و جمال' جود و نوال' یا فضل و احسان' جس میں یہ کمال قوی ہوں گے' اس سے یہ محبت بھی قوی ہوگی اور یہ معلوم ہے کہ اوصاف ذاتی اعتبار سے حق تعالیٰ ہی میں ہیں' اور دوسری اشیاء میں بالواسطہ ہیں' جب معلوم ہوا کہ یہ اوصاف حقیقت میں حق تعالیٰ کے اندر ہیں تو اس

وقت ہر شخص حق تعالیٰ ہی کی طرف مائل و متوجہ ہوگا' بس علاج کا حاصل یہ ہوا کہ اپنی توجہ کو حق تعالیٰ کی طرف متوجہ کردو چونکہ حق تعالیٰ سے طبعی تعلق ہے' اس لئے یہ توجہ اشد و اکمل ہوگی تو جتنی توجہ الی اللہ ہوگی اتنی ہی دنیا سے توجہ ہٹے گی' کیونکہ دو چیزوں کی طرف نفس متوجہ نہیں ہوتا۔ (علاج الحرص)

احکام الٰہی کی کامل اتباع کی جائے:

توجہ الی اللہ اصل اور بنیاد ہے زندگی کے سکون و راحت کے لئے جس کی صورت یہ ہے کہ پورے طور پر حق تعالیٰ کی طرف توجہ کی جائے' ظاہری اعتبار سے بھی اور باطنی اعتبار سے بھی احکامات الٰہی کی پوری پوری اتباع کی جائے جس سے خود بخود ظاہراً و باطناً توجہ الی اللہ ہو جائے گی' کیونکہ شریعت کے جو احکام ہیں' ان کی دو نوع ہیں' بعضے احکامات تو وہ ہیں جن کا تعلق انسان کے ظاہر سے ہے اور بعضے احکامات وہ ہیں جو انسان کے باطن سے متعلق ہیں' تو ایک نوع ہوئی احکام ظاہری کی' اس سے مراد ظاہری اعمال ہیں: مثلاً نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ وغیرہ' ایک نوع ہوئی احکام باطنی کی' اس سے مراد وہ اعمال ہیں جن کا تعلق باطن سے ہے' مثلاً صبر و شکر' قناعت' زہد' دیانت و امانت وغیرہ' ان دونوں احکامات کی تعمیل کے بغیر چین و سکون میسر نہیں ہو سکتا۔

شریعت میں دونوں ہی مقصود ہیں:

ظاہر و باطن دونوں ہی کی اصلاح ضروری ہے' شریعت میں دونوں ہی کی اہمیت ہے' ایسا نہیں ہے کہ ایک تو مقصود ہو اور دوسرا غیر مقصود ہو' جس طرح ظاہر کو شریعت کے موافق بنانا اور اس کی پابندی کرنا ضروری ہے' اسی طرح باطن کو بھی موافق شریعت بنانا ضروری ہے' قرآن پاک میں فرمایا گیا:

''ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو۔'' (سورۃ الانعام)

اس سے دونوں کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ حکم ہے کہ ظاہر بھی درست ہو اور باطن بھی درست ہو' ظاہری احکام پر بھی عمل کرو اور باطنی احکام پر بھی عمل کرو۔

ظاہر و باطن کا باہمی ربط:

کیونکہ ظاہر و باطن کا آپس میں اس طرح تعلق و ربط ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا ہے' ہر ایک کا دوسرے پر اثر ہوتا ہے' ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے اور باطن کا اثر ظاہر پر پڑتا ہے' مثال کے طور پر ایک شخص نہا دھو کر' صاف ستھرا عمدہ لباس پہنے ہوئے' کسی عزیز کے یہاں جا رہا ہے' راستہ میں ایک بچہ کے قلم سے کچھ چھینٹیں پڑ گئیں تو دیکھئے کہ اس روشنائی کے کپڑے پر پڑ جانے کی وجہ سے دل پر اثر ہو جاتا ہے' حالانکہ روشنائی ظاہری کپڑے پر پڑی ہے' مگر دل میلا اور مکدر ہو جاتا ہے اور قلب پر اثر پڑتا ہے' کپڑے کی گندگی سے دل پر یہ اثر ہوا' اگر کہیں چہرے پر چھینٹیں پڑ جائیں تو قلب کا کیا حال ہوگا؟

ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے:

اسی طرح اعمال ظاہری مثلاً نماز' روزہ میں کمی ہونے کی وجہ سے اور معاملات کے درست نہ ہونے سے قلب پر برا اثر پڑتا ہے' چنانچہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں حکم ہے کہ صفوں کو درست رکھا جائے' سیدھا رکھنے کا اہتمام کیا جائے' اسی سلسلہ میں ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''(نماز کی صفوں میں) سیدھے رہو' آگے پیچھے مت ہو ورنہ قلوب بھی اسی طرح مختلف اور متفرق ہو جائیں گے۔'' (مسلم' مشکوٰۃ)

تو صفوں کو سیدھا رکھنا یا نہ رکھنا' یہ ایک ظاہری عمل ہے' مگر باطن پر اس کا اثر پڑتا ہے کہ اس سے یا تو قلب میں راستی و استقامت پیدا ہوتی ہے یا کجی اور اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ جب مسلمان کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کے قلب میں ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے' اگر وہ توبہ و استغفار کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے' لیکن اگر وہ برائی کرتا رہتا ہے تو فرمایا کہ اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ یہ سیاہ نقطہ بھی بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا قلب سیاہ پڑ جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

ظاہری اعضاء سے برے اعمال کا صدور ہوا جس کا اثر باطن پر پڑا کہ اس کا قلب گندہ اور خراب ہو گیا۔

باطن کا اثر ظاہر پر پڑتا ہے:

اسی طرح باطن کا بھی اثر ظاہر پر پڑتا ہے' مثال کے طور پر ایک شخص ہے' اس کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی ہے' پورا جسم نحیف و لاغر اور پھوڑے پھنسی نکلے ہوئے ہیں تو کیا اس مریضانہ صورت سے یہ اندازہ نہیں ہوگا کہ اس شخص کے خون میں فساد ہے اور اندرون اس کا بیمار ہے' جس کی بنا پر ظاہر بدن پر اس کے یہ اثرات ظاہر ہو رہے ہیں' تو اندر کے فساد و بگاڑ کا اثر انسان کے ظاہر پر پڑتا ہے۔ اسی طرح باطنی اعمال' امانت و دیانت وغیرہ کی خرابی سے معاشرت اور معاملات پر غلط اثر پڑتا ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا:

''جسم کے اندر ایک مضغہ گوشت ہے' جب وہ درست ہوتا ہے تو سارا بدن درست رہتا ہے اور جب وہ خراب ہوتا ہے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے' خوب جان لو کہ وہ قلب ہے۔'' (مشکوٰۃ)

باہر کا یہ انتشار اور ظاہر کا یہ فساد نتیجہ ہے اندر کے انتشار اور باطن کے فساد کا' اصل چیز ہے دل کا سنور جانا اور صحیح ہو جانا کہ گندے اخلاق سے پاک و صاف ہو جائے' پھر سارے کام آسان ہیں۔

(جاری ہے)

اسلام اور دہشت گردی

آج لفظ "دہشت گردی" اسلام اور اہل اسلام کے لئے ایک زبردست چیلنج ہے۔ مغرب کے دانشور بڑی دیدہ دلیری سے اسلام کی طرف دہشت گردی کا انتساب کررہے ہیں۔

روز اول ہی سے دشمنان اسلام اس فکر میں ہیں کہ کسی طرح اسلام اور نظام اسلام کو درہم برہم کیا جائے۔ چنانچہ وہ شیطانی طرز عمل کو بروئے کار لاکر اسلام کی صورت اصلیہ کو مسخ کرنے میں شبانہ روز مصروف ہیں۔ کبھی تو انہوں نے حقوق نسواں کی آڑ میں اپنی جھوٹی رواداری اور مگرمچھ جیسی ہمدردی جتا کر اسلامی خواتین کے ذہنوں کو مفلوج کیا، تو کبھی ایسے ایسے شگوفے ایجاد کئے کہ خود بخود بے حیائی عام ہوجائے، جس سے اسلام کی روح مسلمانوں کے اندر سے نکل جائے، عورتوں کی اعلیٰ تعلیم نیز مرد و زن کے اختلاط کی پوری چھوٹ اسی کاوش کے نتیجہ ہیں۔

بالآخر قوت مغرب نے مکر و فریب کے بے شمار دام بچھا رکھے ہیں، لیکن دور حاضر میں سب سے بڑا مکر "دہشت گردی" کو اسلام سے جوڑنا ہے۔ حالانکہ اسلام اور "دہشت گردی" میں دور تک کا بھی کوئی واسطہ نہیں، بالکل آگ و پانی کی طرح تضاد ہے یعنی دونوں کا یکجا ہونا کسی بھی صورت میں ممکن نہیں۔

"اسلام" ایک پاکیزہ اور سراپا امن و آشتی کا مذہب ہے۔ "دہشت گردی" (جس کی بنیاد ہی ظلم و تشدد، لوٹ و غارتگری اور ناانصافی پر ہے) کے ساتھ کیسے مجتمع ہوسکتا ہے۔

اسلام کیا ہے؟

اسلام ایک سراپا امن و سلامتی کا دین ہے۔ بدامنی، فساد اور "دہشت گردی" کو وہ سخت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ مسلمان بھی ایک امن پسند قوم کا نام ہے۔ اسلام محبت و الفت کا درس دیتا ہے۔ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کا سختی کے ساتھ تاکید کرتا

فاروق اعظم گھکو یاوی

ہے۔ ماں باپ یہاں تک کہ پڑوسیوں (اگرچہ غیر مسلم ہوں) کے ساتھ بھی حسن سلوک کا سبق سکھلاتا ہے۔ ظلم و بربریت، چوری، بدکاری، قتل و غارتگری، حقوق تلفی اور ناانصافی سے سختی سے روک لگاتا ہے۔

چنانچہ اسلام میں جہاد کی مشروعیت اعلائے کلمۃ اللہ، مظلوموں کو انصاف دلانے، نیز ان کی مدد کرنے، مختلف مذاہب کی عبادت گاہوں کے تحفظ اور ظالموں کے ظلم کے زور کو توڑنے اور ظلم سے باز رکھنے کے لئے ہوئی ہے۔ اسلام دوسرے مذاہب کے ساتھ بھی پوری رواداری برتنے کی تعلیم دیتا ہے...... ان تمام امور کی اسلامی تعلیمات میں پوری تفصیلات وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔ (بحوالہ اسلام کا تصور امن اور دہشت پسندی کی مذمت ص:۲۰ از مولانا عبدالحمید نعمانی صاحب ناظم شعبہ نشرواشاعت جمعیۃ علمائے ہند دہلی)

دہشت گردی کسے کہتے ہیں؟

"دہشت گردی" فارسی زبان کا ایک واضح اور عام فہم کلمہ ہے۔ یعنی حد سے تجاوز کرنا، بے قصور اور معصوم افراد کو ہراساں کرنا، لوگوں پر دھاندلی اور زور زبردستی کرنا، ناجائز مقاصد کی تکمیل کے لئے ناحق ظلم و ستم برپا کرنا، ہیبت پھیلانا وغیرہ۔ یہ رویہ کسی ایک فرد کی جانب سے ہو یا کسی حکومت اور قوم کی طرف سے، اسی طرح یہ طاغوتی عمل بم، راکٹ اور بندوق جیسے ہتھیاروں کو استعمال میں لاکر انجام دیا گیا ہو یا زبان اور ہاتھ کو حرکت دے کر، یا ان کے علاوہ کسی اور چیز سے ہو، یہ تمام "دہشت گردی" میں شامل ہیں۔ البتہ اگر ظالم کے ظلم کو ختم کرنے کے لئے فتنہ و فساد کو دبانے اور نوع انسانی کو خطرے سے بچانے کے لئے طاقت کا استعمال کیا جائے تو وہ "دہشت گردی" یا دہشت پسندی کے زمرے میں نہیں آتا۔ (حوالہ بالا ص:۱۹، ۲۰) بلکہ یہ طریقہ کار تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس ارشاد: "جس شخص کے قتل

کو اللہ نے حرام کیا اس کو قتل مت کرو! مگر حق پر" (انعام:۱۵۲) کا سچا مصداق ہے۔

دہشت گردی کا پس منظر:

شروع دنیا سے یہ چلا آ رہا ہے کہ باطل نے ہر دور میں مختلف حیلے اور اپنے مکر وفریب کے ذریعے حق کو دبانا چاہا' لیکن حق اپنی راست بازی سے ہمیشہ باطل پہ غالب رہا ہے' اسی طرح سے باطل قوت آج بھی اسلام جیسے امن پسند مذہب کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی خاطر ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہی ہے۔ وہ ایسے تمام حربے استعمال کر رہی ہے' جن سے اسلام اور اہل اسلام مٹ جائیں ورنہ کم از کم اسے جسم بے روح بنا دیا جائے' یہی وجہ ہے کہ وہ غلط سے غلط چیزوں کو ایسی ظاہری چمک دمک کے ساتھ پیش کر رہی ہے کہ سادہ لوح مسلمان اسے بڑی آسانی سے اپنا رہے ہیں اور انہیں اس کا احساس بھی نہیں ہے' لیکن اس کے باوجود بھی جب باطل کو اپنے مشن میں خاطر خواہ فائدہ نظر نہیں آیا تو اس نے اب مکر وفریب کا ایک نیا باب (دہشت گردی) کھولا ہے۔

اسلام نے جن خوبیوں کو فروغ دیا تھا اور ان پر عمل پیرا ہو کر انسان شرف و سعادت کی بلندیوں سے ہمکنار ہو رہا تھا مغرب نے منصوبہ بند طریقے پر اس کے خلاف ایک فلسفہ ایجاد کیا "ذرائع ابلاغ" کے زبردست استعمال سے ان کو قوت پہنچائی اور انسانیت کو اتنی ذلت و پستی میں اتار دیا کہ ثم رددنہ اسفل سافلین کا مصداق نظر آنے لگی۔ (از مولانا ریاست علی ظفر بجنوری بحوالہ "اسلام امن اور دہشت گردی" ص:۷)

اب ذہن میں ایک سوال یہ ابھرتا ہے کہ "دہشت گردی" کی تعریف کے سلسلے میں یہ بھرم کی صورت و کیفیت کیوں؟ غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بھرم ایک خاص منصوبے کے تحت باقی رکھ کر اس کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی جا رہی ہے اور اس مہم میں ایک خاص مذہب وفرقہ کو نشانہ بنائے رکھنے کے لئے عالمی طور پر اتفاق کر لیا گیا ہے۔ "ذرائع ابلاغ" کی ننانوے فیصد طاقت فریق مخالف کے زیر تسلط ہے۔ نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ "دہشت گردی" کی تعریف کے تعین میں اصول کی بجائے طاقت ہی فیصلہ کن اور کارروائی کرنے کے لئے خود میں ایک جواز ثابت ہو رہی ہے' امریکی' چینی' روسی' اسرائیلی' بری اور فضائی حکومتوں کے اقدامات اس کے واضح نمونے ہیں۔ (از مولانا عبدالحمید نعمانی "اسلام کا تصور امن اور دہشت پسندی کی مذمت" ص:۵)

۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء کو نیویارک (امریکہ) کے "عالمی تجارتی مرکز" پر حملے اور امریکہ کی افغانستان پر جارحانہ، تباہ کن بربرانہ ووحشیانہ بمباری کے بعد ۱۸/جنوری ۲۰۰۲ء کو "اقوام متحدہ" میں "دہشت گردی" کا مسئلہ زیر بحث آیا تھا، اجلاس میں چالیس ممالک شریک ہوئے تھے، تمام شرکاء ممالک نے "دہشت گردی" کے معاملے کو انتہائی خطرناک قرار دیتے ہوئے اس کے فوری انسداد پر زور دیا، لیکن جب کچھ خاص طور سے عرب ممالک نے سب کو اس طرف توجہ دلائی کہ جس "دہشت گردی" کے خلاف اتنا کچھ ہنگامہ بپا ہے اور اس کے فوری انسداد پر اس قدر زور دیا جا رہا ہے، اس کی تعریف کا تعین کیا جائے کہ اس کے مدنظر کوئی اقدام کیا جا سکے، اس پر سب ہی بغلیں جھانکنے لگے۔ (ایضا ص:۵، از مولانا عبدالحمید نعمانی)

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے:

۱۱/ستمبر کے بعد امریکہ نے اسامہ بن لادن پر بہتان تراشی کر کے اور بغیر کسی ثبوت کے طالبان کی حکومت پر اپنے جارحانہ رویے کا اظہار کیا اور پوری بے دردی کے ساتھ ہزاروں بوڑھوں، معصوم بچوں، عورتوں اور کروڑوں کی املاک کو بموں اور میزائلوں سے تباہ و برباد کیا، اسرائیل کے شبانہ روز مظالم کے جو پہاڑ فلسطین کے معصوم مسلمانوں پر ڈھائے جا رہے ہیں، اس سے کوئی فرد بشر بے خبر نہیں ہے، ایسے ہی چیچنیا، سنکیانگ کے مسلمانوں سے جینے کا حق چھینا جا رہا ہے اور اسی کی تازہ ترین تصویر "سانحہ گجرات" بھی ہے، لیکن ان چیزوں کے باوجود لوگ اپنی "ڈیڑھ بالشت" کی زبان نکال کر اس بات کے دعویدار ہیں کہ دنیا میں تہذیب وتمدن اور انسانیت کی ترقی کے اصل ٹھیکیدار ہم ہی ہیں۔

دہشت گردی کا انسداد کیسے ممکن ہو؟

"دہشت گردی" کی ہر کارروائی امن و امان کے خلاف ہے، خوشگوار زندگی کے جتنے بھی مراحل ہیں اور ان مراحل کے جتنے اصول وضوابط ہیں، ان تمام کی "دہشت گردی" کے ہر ہر پہلو سے پوری پوری مخالفت ہوتی ہے اور انسانیت کی عمارت کا مدار دو چیزوں پر ہے: اپنی بھی پہچان کے ذریعے اس کی بنیاد، خوشگوار زندگی کے وسائل کی جستجو کر کے اس کی تعمیر اور اسلام ان تمام چیزوں کا مجموعہ ہے۔ لہٰذا یہ بات واضح ہو گئی کہ اسلام ہی صحیح معنوں میں امن عالم کا علمبردار ہے اور اسی کی آغوش میں رہ کر دہشت گردی سے کلی خلاصی مل سکتی ہے اور اس کا انسداد ممکن ہے۔

☆☆..........☆☆

خواتین احادیث نبوی ﷺ کے آئینہ میں

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ

۱:...... معلم انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ نے نکاح کرلیا تو نصف دین کامل کرلیا' اب اس کو چاہیے کہ باقی نصف میں خدا سے ڈرے۔ (تعلیق)

۲:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی دین دار اور خوش خلق تمہارے یہاں نکاح کا پیام بھیجے تو اس سے نکاح کردو ورنہ زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔ (ترمذی)

۳:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین اشخاص کی مدد خدا کے ذمہ ہے: (۱) وہ غلام مکاتب جس کی نیت ادائیگی کی ہو' (۲) وہ نکاح کرنے والا جس کی نیت پاک دامن رہنے کی ہو' (۳) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔ (ایضاً)

۴:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں دیکھ کر عورت سے نکاح کیا جاتا ہے: (۱) مال' (۲) خاندانی بڑائی' (۳) خوبصورتی' (۴) دینداری' پس تم دیندار عورت حاصل کرکے کامیاب ہو۔ (بخاری و مسلم)

۵:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بھی کوئی غیر مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو وہاں ضرور تیسرا شیطان (بھی) ہوتا ہے۔

۶:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری جانب سے عورتوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنے کی وصیت قبول کرلو۔ (مشکوٰۃ)

۷:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے' کسی طرح سیدھی نہیں ہوسکتی' اس کی کجی کے ہوتے ہوئے ہی اس سے نفع حاصل کرسکتے ہو' اگر اس کو سیدھی کرنے لگو گے تو توڑ دو گے' اور عورت کا توڑنا طلاق دے دینا ہے۔ (مسلم)

۸:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی عورت کو غلام کی طرح نہ مارو (کیونکہ) آخر شام کو اس کے ساتھ لیٹو گے۔ (مشکوٰۃ)

۹:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ کامل ایمان والے مومن وہ بھی ہیں جو خوش خلق ہیں اور اپنی بیویوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ رکھتے ہیں۔ (ترمذی)

۱۰:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو یہ چار چیزیں مل گئیں اس کو دنیا و آخرت کی بھلائی مل گئی: (۱) شکر گزار دل' (۲) اللہ کی یاد میں مشغول رہنے والی زبان' (۳) مصیبت پر صبر کرنے والا بدن' (۴) امانت دار بیوی جو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے۔ (مشکوٰۃ)

۱۱:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلاق سے زیادہ بغض والی کوئی چیز خدا نے زمین پر پیدا نہیں فرمائی۔ (مشکوٰۃ)

۱۲:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرے' یہاں تک کہ وہ نکاح کرلے یا چھوڑ دے۔ (ایضاً)

۱۳:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو اپنی عورت سے اغلام کرے۔ (احمد' ابوداؤد)

۱۴:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی دو بیویاں ہوں' اور وہ ان دونوں میں برابری نہ کرتا ہو تو قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو گرا ہوا ہوگا۔ (ترمذی)

۱۵:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے جس کی وجہ سے مرد ناراضگی میں رات گزارے تو صبح تک عورت پر فرشتے لعنت کرتے رہیں گے۔ (مشکوٰۃ)

۱۶:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اپنے شوہر کو راضی چھوڑ کر مرے وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ایضاً)

۱۷:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے' اور رمضان کے روزے رکھے' اور اپنی عصمت محفوظ رکھے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے۔(ایضاً)

۱۸:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد اپنی حاجت کے لئے بیوی کو بلائے تو آجائے' اگرچہ تنور پر کام کررہی ہو۔ (ترمذی)

۱۹:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے' جو کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف یا غلام کو اس کے آقا کے خلاف بھڑکائے۔(مشکوٰۃ)

۲۰:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزے نہ رکھے' جب کہ شوہر گھر پر ہو۔ (ابوداؤد)

۲۱:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین اشخاص کی نہ نماز قبول ہوتی ہے' نہ ان کی کوئی نیکی اوپر جاتی ہے: (۱) بھاگا ہوا غلام جب تک واپس آکر اپنے آقا کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیدے' (۲) وہ عورت جس سے اس کا شوہر ناراض ہو' (۳) نشہ پی کر بے ہوش ہوجانے والا' جب تک ہوش میں نہ آئے۔(مشکوٰۃ)

۲۲:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت بغیر مجبوری کے اپنے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔(ترمذی)

۲۳:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سوال کے جواب میں کہ بہتر عورت وہ ہے جو اپنے مرد کو خوش کرے' جب مرد اس کی طرف دیکھے' اور جب مرد حکم کرے تو کہا مانے اور اپنی جان کے بارے میں شوہر کی مخالفت نہ کرے (یعنی غیر سے آنکھ نہ ملائے اور دل نہ لگائے) اور شوہر کے مال میں اس کی مرضی کے خلاف تصرف نہ کرے۔(مشکوٰۃ)

۲۴:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مقدور ہوتے ہوئے عمدہ کپڑے تواضعاً نہ پہنے' خدا اس کو کرامت کا جوڑا پہنائے گا' اور جو شخص اللہ کے لئے نکاح کرے' خدا اس کو تاج پہنائے گا۔(مشکوٰۃ)

۲۵:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی لعنت ہے ان مردوں پر جو عورتوں کے مشابہ بنیں اور خدا کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو مردوں کے مشابہ بنیں۔(مشکوٰۃ)

۲۶:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں کی خوشبو ایسی ہو جس کا رنگ نظر نہ آئے' اور خوشبو آئے اور عورتوں کی خوشبو ایسی ہو جس کا رنگ نظر آئے اور خوشبو کم آئے۔(ترمذی)

۲۷:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شراب میں سارے گناہ موجود ہیں' اور عورتیں شیطان کے جال ہیں' اور دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔(مشکوٰۃ)

۲۸:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جنت میں نظر ڈالی تو دیکھا کہ اکثر غریب ہیں اور دوزخ میں نظر ڈالی تو دیکھا کہ اس میں اکثر عورتیں ہیں۔(مشکوٰۃ)

۲۹:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عورتو! صدقہ کیا کرو' اگرچہ زیور ہی سے دو' کیونکہ قیامت کے دن دوزخ میں اکثر تم ہی ہوگی۔(ایضاً)

۳۰:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت چھپی ہوئی چیز ہے' جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تکنے لگتا ہے۔(ترمذی)

۳۱:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کی مکاریوں سے بچو' کیونکہ بلاشبہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں میں کھڑا ہوا۔(مشکوٰۃ)

۳۲:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مومن اپنی مومن بیوی سے بغض نہ رکھے' کیونکہ اگر اس کی ایک خصلت ناپسند ہوگی تو دوسری پسند آجائے گی۔(ایضاً)

۳۳:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اس عورت کو تسلی دی' جس کا بچہ جاتا رہا ہو تو اس کو جنت میں چادریں پہنائی جائیں گی۔(ایضاً)

۳۴:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عورت پر خدا لعنت کرے جو (کسی کے مرنے پر) زور سے بیان کرکے روئے' اور اس عورت پر جو اس کا رونا سنے۔(ایضاً)

۳۵:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عورتو! سبحان اللہ' لا الہ الا اللہ اور سبحان الملک القدوس کا ورد رکھو' اور انگلیوں پر پڑھا کرو' کیونکہ انگلیوں سے معلوم کیا جائے گا اور ان کو زبان دی جائے گی اور خدا کی یاد سے غافل نہ ہوجاؤ' ورنہ رحمت خداوندی سے بھلادی جاؤ گی۔(ترمذی)

۳۶:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ خبردار! تم سب کے سب نگہبان ہو' اور سب سے اپنی اپنی رعیت (جو چیز کسی کی نگرانی میں دی جائے' عربی میں اسے اس شخص کی رعیت کہتے ہیں) کا سوال ہوگا' اور مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے' اس سے اس کی رعیت کا سوال ہوگا اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے' اس سے شوہر کے مال و اولاد کا سوال ہوگا' اور غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے' اس سے اس کے مال کا سوال ہوگا۔ خبردار! تم سب نگہبان ہو' اور سب سے اپنی اپنی رعیت کا سوال ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

۳۷:.....آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت خوشبو لگا کر مردوں پر گزرے تاکہ اس کی خوشبو سونگھیں تو ایسی عورت زنا کار ہے پھر فرمایا کہ ہر آنکھ زنا کار ہے (یعنی نامحرم مرد یا عورت کو دیکھنا بھی زنا ہے)۔ (ترغیب)

۳۸:.....آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو گروہ دوزخی ہوں گے' جن کو میں نے نہیں دیکھا ہے' یعنی ابھی وہ موجود نہیں ہوئے۔ اول وہ لوگ جو بیلوں کی طرح دموں کی طرح کوڑے لئے پھریں گے اور ان سے لوگوں کو ماریں گے۔ دوسرے وہ عورتیں جو کپڑے پہنے ہوں گی (مگر) ننگی ہوں گی (کپڑے پہنے ہوئے ننگی ہونے کی کئی صورتیں ہیں' ایک یہ کہ کپڑے باریک ہوں) مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی طرف مائل ہوں گی' ان کے سر اونٹوں کی طرح جھکے ہوئے کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ یہ عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی' اور اس کی خوشبو تک نہ سونگھیں گی۔ (مسلم)

۳۹:.....آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ تو اپنے آپ کو کھلائے وہ صدقہ ہے' اور جو اپنی اولاد کو کھلائے وہ صدقہ ہے' اور جو اپنی بیوی کو کھلائے وہ صدقہ ہے' اور جو اپنے خادم کو کھلائے وہ صدقہ ہے۔ (احمد)

۴۰:.....آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس عورت کی طرف (نظر رحمت سے نہ دیکھے گا) جو اپنے شوہر کی شکر گزار نہیں۔ حالانکہ اس کی محتاج رہتی ہے۔ (نسائی)

☆☆.........☆☆

دینی تعلیم وتربیت کی اہمیت

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق ؒ ہردوئی

ہمارے ملک میں چھوٹے بڑے دینی مدارس و مکاتب کا ایک سلسلہ قائم ہے جو کہ قناعت و استغناء اور توکل علی اللہ کو اپنا سرمایہ بنائے ہوئے دینی تعلیم وتربیت کے اہم کام میں مصروف ہیں۔ ان ان مدارس نے دین اسلام کا اس کے مزاج و کردار اور پوری خصوصیات کے ساتھ صرف تحفظ ہی نہیں کیا بلکہ ملت کے کروڑوں افراد اور ان کی آنے والی نسلوں کی حیات ایمانی اور اسلامی تہذیب وتمدن سے وابستگی میں جو نمایاں کردار ادا کیا ہے' وہ تاریخ کا ایک زریں باب ہے' اس کے باوجود ایک طبقہ ایسا ہے جو دینی مدارس کی افادیت کا قائل نہیں ہے' ساتھ ہی ان کے وجود کو غیر ضروری سمجھتا ہے' چنانچہ اس کی یہ کوشش رہتی ہے کہ ان مدارس و مکاتب کو جدید تعلیم کے لئے استعمال کیا جائے جو کہ ملک وملت کے حق میں مفید ہوگا۔

اس سلسلے میں حکیم الامت' مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ کا درج ذیل ارشاد گرامی مشعل راہ ہے:

اس میں ذرا شبہ نہیں کہ اس وقت علوم دینیہ کے مدارس کا وجود مسلمانوں کے لئے ایسی بڑی نعمت ہے کہ اس سے فوق متصور نہیں۔ دنیا میں اگر اسلام کی بقا کی کوئی صورت ہے تو یہ مدارس ہیں کیونکہ اسلام نام ہے خاص عقائد و اعمال کا جس میں دیانت' معاملات' معاشرت اور اخلاق سب داخل ہیں اور ظاہر ہے کہ عمل موقوف ہے علم پر اور علوم دینیہ کی بقا ہر چند کہ فی نفسہ مدارس پر موقوف نہیں مگر حالات وقت کے اعتبار سے ضرور مدارس پر موقوف ہے۔ ایک اور موقع پر فرماتے ہیں کہ مدارس اسلامیہ میں بے کار پڑے رہنا بھی انگریزی میں مشغول ہونے سے لاکھوں کروڑوں درجہ بہتر ہے' اس لئے کو لیاقت اور کمال حاصل نہ ہو لیکن کم از کم عقائد تو خراب نہ ہوں گے اور مسجد کی جاروب کشی اس وکالت اور بیرسٹری سے بہتر ہے' جس میں ایمان میں تزلزل ہو اور خدا' رسول' صحابہؓ اور بزرگان دینؒ کی شان میں بے ادبی ہو' جو انگریزی کا اس زمانہ میں اکثر یہی بلکہ لازمی نتیجہ ہے' ہاں جس کو دین ہی کے جانے کا غم نہیں' وہ جو چاہے کہے اور کرے۔ (تجدید تعلیم و تبلیغ)

اناجیل اربعہ کا مختصر تعارف

مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی

حضرت مسیح (علیہ السلام) پر جو انجیل نازل ہوئی تھی' کیا موجودہ چاروں انجیلیں وہی ہیں؟ یا یہ حضرت مسیح کے بعد کی تصانیف ہیں؟ اس کے متعلق تمام اہل علم کا' جن میں نصاریٰ بھی شامل ہیں' اتفاق ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی حضرت مسیح (علیہ السلام) کی انجیل نہیں ہے اور نہ اس کا ترجمہ ہے' لیکن پھر ان موجودہ انجیلوں کے متعلق عیسائی کیا کہتے ہیں؟ اور ناقدین کی رائے کیا ہے؟ یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے۔

یہ بات بہرحال تسلیم شدہ ہے کہ موجودہ چاروں انجیلوں کے متعلق نصاریٰ کے پاس کوئی ایسی سند موجود نہیں جس کی بنا پر وہ یہ کہہ سکیں کہ ان کی روایات کا سلسلہ یا ان کی ترتیب و تالیف کا زمانہ حضرت مسیح یا ان کے شاگردوں (حواریوں) تک پہنچتا ہے' نہ اس کے لئے کوئی مذہبی سند ہے اور نہ تاریخی بلکہ اس کے خلاف خود عیسائیت کی مذہبی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ پہلی صدی عیسوی سے چوتھی صدی عیسوی کے اوائل تک عیسائیوں میں اکیس (۲۱) سے زیادہ انجیلیں الہامی یقین کی جاتی اور رائج و معمول بہا تھیں' لیکن ۳۲۵ء میں نائیسیا کی کونسل نے ان میں سے صرف چار کو منتخب کرکے باقی کو متروک قرار دیدیا اور سخت حیرت کا مقام ہے کہ کونسل کا یہ انتخاب کسی تاریخی اور علمی بنیاد پر نہیں ہوا بلکہ ایک طرح کی فال نکالی گئی اور اس کو الہامی اشارہ تسلیم کرلیا گیا' چنانچہ ان اکیس سے زائد انجیلوں میں سے بعض یورپ کے قدیم کتب خانوں میں پائی گئی ہیں مثلاً انیسویں صدی میں ویٹیکان (حالیہ وٹیکن سٹی) کے مشہور کتب خانہ سے متروک اناجیل کا ایک نسخہ برآمد ہوا تھا جس میں موجودہ چاروں انجیلوں سے بہت کچھ زائد موجود ہے' موجودہ نسخوں میں سے سینٹ لوقا کی انجیل میں خصوصیت کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ تفصیل سے درج ہے لیکن سورۂ مریم میں قرآن عزیز نے اس واقعہ کو جس طرح حضرت مریم کی پیدائش اور ہیکل میں تربیت کے ذکر سے شروع کیا ہے' نہ لوقا کی انجیل میں اس کا ذکر ہے اور نہ باقی تینوں انجیلوں میں' ویٹیکان کے اس نسخہ میں یہ واقعہ ٹھیک سورۂ مریم میں مذکورہ واقعہ کی طرح درج ہے۔

اسی طرح سولہویں صدی میں روما کے مشہور پوپ سکٹس کے قدیم کتب خانہ میں ایک اور متروک انجیل کا نسخہ برآمد ہوا جس کا نام انجیل برنابا ہے' یہ نسخہ پوپ کے مقرب لاٹ پادری فرامرنیو نے پڑھا اور پوپ کی اجازت کے بغیر کتب خانہ سے چرالایا۔ چونکہ اس میں خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کثرت سے واضح اور صاف بشارتیں موجود تھیں حتیٰ کہ "احمد" نام تک مذکور تھا' نیز الوہیت مسیح کے خلاف عقیدہ کی تعلیم پائی جاتی تھی' اس لئے وہ لاٹ پادری مسلمان ہوگیا' اس کا عربی ترجمہ مصر میں علامہ سید رشید رضا مرحوم نے المنار پریس سے شائع کیا ہے جو قابل مطالعہ ہے' ڈاکٹر سعادہ نے اس کے مقدمہ میں جو قابل قدر علمی تحقیق پیش کی ہے' اس میں ہے کہ اس انجیل کا پتہ پانچویں صدی عیسوی کے اواخر میں اس تاریخی منشور (حکمنامہ) سے چلتا ہے جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عیسائیوں کے پوپ گلیسیوس کی جانب سے کلیساؤں کے نام بھیجا گیا تھا اور جس میں ان کتابوں کے نام درج تھے جن کا پڑھنا پڑھانا عیسائیوں پر حرام کیا گیا تھا' ان ہی میں انجیل برنابا کا نام بھی شامل تھا۔

علاوہ ازیں محققین یورپ بھی آج اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح کے بعد ابتدائی تین صدیوں میں ایک سو سے زائد انجیلیں پائی جاتی تھیں جو بعد میں چار کو چھوڑ کر باقی متروک کردی گئیں اور کلیسا کے فیصلہ کے مطابق ان کا پڑھنا حرام کردیا گیا' اس لئے آہستہ آہستہ وہ سب مفقود ہوتی چلی

گئیں اور کہتے ہیں کہ ان مفقود نسخوں میں ایک مشہور انجیل "انجیل اکملس" (انجیل افسطسی) بھی تھی جو اب ناپید ہے۔

نیز یہ بات بھی خصوصیت کے ساتھ قابل توجہ ہے کہ سینٹ پال (پولوس رسول) کے جو خطوط ہیں اور جن پر موجودہ عیسائیت کی بنیادیں قائم ہیں، ان کے مطالعہ سے جگہ جگہ یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگوں کو خبردار کرتا اور ڈراتا ہے کہ وہ ان انجیلوں کی جانب توجہ نہ دیں جو مسیح کے نام کی بجائے دوسرے ناموں سے منسوب ہیں کیونکہ مجھ کو روح القدس نے اسی کے لئے مامور کیا ہے کہ انجیل مسیح کی حمایت کروں، اسی کو اسوہ بناؤں اور اس کی تعلیم کو تمام عیسائی دنیا میں پھیلاؤں، چنانچہ حسب ذیل جملے اس کی صراحت کرتے ہیں کہ اس کے نزدیک مسیح کی انجیل عیسائیوں میں متروک ہو چکی تھی اور بعد کی بے سند انجیلوں کا عام رواج ہو گیا تھا اور ان ہی میں سے یہ چار ہیں جو نائیسیا کی کونسل نے بغیر کسی سند کے فال کے ذریعہ صحیح تسلیم کر لیں۔

اب ان چار کا حال بھی سنئے: ان میں سے سب سے قدیم متی کی انجیل تسلیم کی جاتی ہے، تاہم اس کے متعلق نصاریٰ میں سے علماء متقدمین تو بالاتفاق اور علماء موجودہ میں سے اکثر اس کے قائل ہیں کہ موجودہ انجیل متی اصل نہیں ہے بلکہ اس کا ترجمہ ہے، اس لئے کہ اصل کتاب عبرانی میں تھی جو اب ناپید ہے اور ضائع ہو گئی، لیکن یہ اصل کا ترجمہ ہے؟ یا اس میں بھی تحریف ہوئی ہے؟ اس کے متعلق کوئی خارجی سند موجود نہیں، حتیٰ کہ مترجم کا نام تک معلوم نہیں اور نہ یہ پتہ ہے کہ کس زمانہ میں یہ ترجمہ ہوا؟ اور مشہور عیسائی عالم جرجیس زوین الفتوحی اللبنانی نے اپنی کتاب میں تصریح کی ہے کہ متی نے اپنی انجیل بیت المقدس میں بیٹھ کر ۳۹ء میں عبرانی میں تصنیف کی تھی جیسا کہ مقدس ایرونیموس نے کہا ہے کہ اوسابیوس نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ متی کی انجیل کا یونانی ترجمہ اصل نہیں ہے اور جب بانیتوس نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ ہندوستان جا کر عیسائیت کی تبلیغ کرے تو اس نے متی کی انجیل کو عبرانی میں مکتوب اسکندریہ کے کتب خانہ قیصر میں محفوظ دیکھا تھا مگر وہ نسخہ مفقود ہو گیا اور نہیں کہا جا سکتا کہ کس زمانہ میں کس شخص نے یونانی زبان میں موجودہ ترجمہ کو روشناس کرایا۔ (الفارق بین المخلوق والخالق جلد اول ص۳۰ ماخوذ از کتاب جرجیس لبنانی مطبوعہ بیروت)

دوسری انجیل مرقس کی ہے، اس کے متعلق مشہور عیسائی عالم بطرس گوراماک اپنی کتاب مروج الاخبار فی تراجم الابرار میں مرقس کی سوانح حیات لکھتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ نسلاً یہودی لاوی اور بطرس حواری عیسیٰ (علیہ السلام) کا شاگرد تھا۔ رومیوں نے جب عیسائیت اختیار کر لی تو ان کے مطالبہ پر یہ انجیل تصنیف کی، یہ الوہیت مسیح کا منکر تھا اور اس نے اپنی انجیل میں اس حصہ کو بھی نہیں لیا جس میں حضرت مسیح (علیہ السلام) بطرس کی مدح کرتے ہیں، یہ ۶۸ء میں اسکندریہ کے قید خانہ میں قتل ہوا، بت پرستوں نے اس کو قتل کر دیا۔ (قصص الانبیاء للنجار) اور عیسائی دنیا کو اس بارے میں اختلاف ہے کہ مرقس کی انجیل کب تصنیف ہوئی؟ چنانچہ الفارق کے مصنف مرشد الطالبین ص۱۷۰ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ علماء نصاریٰ کا خیال یہ ہے کہ یہ بطرس کی نگرانی میں ۶۱ء میں تصنیف ہوئی۔ (الفارق ص:۳۱۶)

تیسری انجیل سینٹ لوقا کی انجیل ہے، جس قدر اختلاف علماء نصاریٰ میں متی کی انجیل سے متعلق ہے، اس سے بھی زیادہ لوقا کی انجیل کی صحت و عدم صحت کے متعلق اختلاف ہے، چنانچہ الفارق کے مصنف نے اس سلسلہ میں خود علماء نصاریٰ کے ہی اقوال نقل کئے ہیں اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہ الہامی کتاب نہیں ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مسٹر گنڈل اپنے رسالہ الہام میں دعویٰ کرتا ہے کہ لوقا کی انجیل الہامی نہیں ہے، وجہ یہ ہے کہ لوقا نے خود اپنی انجیل کی ابتداء میں یہ لکھا ہے کہ یہ (انجیل) اس نے تاؤفیلس کے ساتھ خط و کتابت کی بنا پر لکھی ہے، وہ اس کو خطاب کر کے لکھتا ہے کہ مسیح کی باتیں جن لوگوں نے آنکھوں سے دیکھی تھیں، انہوں نے ہم تک جس طرح پہنچائی ہیں، ان کو بہت سے لوگ ہم سے نقل کر رہے ہیں، اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ان کو خود ہی صحیح طریقہ پر جمع کر دوں تاکہ تم کو صحیح حقیقت معلوم ہو جائے، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس نے حضرت مسیح کا زمانہ نہیں پایا، اور محققین نصاریٰ یہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ لوقا کی انجیل مرقس کی انجیل کے بعد وجود میں آئی ہے اور بطرس اور پولوس کے مرنے کے بعد تصنیف کی گئی ہے۔ (قصص الانبیاء للنجار ص ۴۷۷، ۴۷۹)

اصل بات یہ ہے کہ لوقا انطاکیہ میں طبابت کرتا تھا، اس نے مسیح کو نہیں دیکھا اور مسیحیت کو سینٹ پال (پولوس) سے سیکھا ہے اور پولوس کے متعلق یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ وہ دراصل متعصب یہودی اور عیسائیت کا بدترین دشمن تھا اور نصاریٰ کے خلاف علی الاعلان اپنی جدوجہد جاری رکھتا تھا، مگر جب اس نے یہ دیکھا کہ اس کی ہر قسم کی مخالفتوں

اور رکاوٹوں کے باوجود مسیحیت کی ترقی ہوتی جارہی ہے اور روکے نہیں رکتی' تب اس نے یہودیانہ مکرو فریب سے کام لیا اور اعلان کیا کہ عجب معجزہ ہوا' میں بحالت صحت تھا کہ ایک دم اس طرح زمین پر گرا جیسا کہ کوئی کشتی میں پچھاڑ دیتا ہے اور اس حالت میں حضرت مسیح نے مجھ کو چھوا اور پھر سخت زجرو توبیخ کی کہ آئندہ تو ہرگز میرے پیروؤں کے خلاف کوئی اقدام نہ کرنا' پس میں اسی وقت حضرت مسیح پر ایمان لے آیا اور پھر حضرت مسیح کے حکم سے میں مسیحی دنیا کی خدمت کے لئے مامور ہوگیا' انہوں نے مجھ کو فرمایا کہ میں لوگوں کو مسیح کی انجیل کی بشارت سناؤں اور اس کے اتباع کی ترغیب دوں' چنانچہ اس نے آہستہ آہستہ "کلیسا" پر ایسا قبضہ کیا کہ دین عیسوی کی اصل صداقتوں کو مٹا کر بدعتوں اور برائیوں کا مجموعہ بنادیا' الوہیت مسیح' تثلیث و اقنیم اور کفارہ کی بدعت ایجاد کر کے مسیحیت کو وثنیت میں تبدیل کردیا اور شراب' مردار اور خنزیر سب کو حلال بنادیا' یہی وہ مسیحیت ہے پولوس کے صدقہ میں جس سے آج دنیا روشناس ہے' اس کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ پولوس کے شاگرد لوقا کی انجیل الہامی انجیل ہے اور جیروم کہتا ہے کہ بعض قدیم علماءِ نصاریٰ اس کے قائل ہیں کہ لوقا کی انجیل کے ابتدائی دو باب الہامی نہیں' الحاقی ہیں کیونکہ یہ اس نسخہ میں موجود نہیں ہیں جو مارسیوں فرقہ کے ہاتھوں میں ہے اور مشہور نصرانی عالم اکہارن لکھتا ہے کہ لوقا کی انجیل کے باب ۱۱ آیات ۲۷،۴۳ الحاقی ہیں' وہ یہ بھی کہتا ہے کہ معجزات سے متعلق جو بیان ہے' اس میں کذب بیانی اور شاعرانہ مبالغہ سے کام لیا گیا ہے' جو غالباً کاتب کی جانب سے اضافہ ہیں لیکن اب صدق کا کذب سے امتیاز حد درجہ دشوار ہے' اور کلی میش لکھتا ہے کہ متی اور مرقس کی انجیلیں بہت جگہ آپس میں مخالف اور متضاد واقعات کی حامل ہیں لیکن جس معاملہ میں دونوں کا اتفاق ہوا' اس کو لوقا کی انجیل کے بیان پر ترجیح حاصل ہے (قصص الانبیاءؑ ص ۴۷۷) اور یہ واضح رہے کہ لوقا کی انجیل میں بیس سے زیادہ مواقع پر متی کی انجیل سے اضافہ ہے اور مرقس کی انجیل سے تو اس سے بھی کہیں زیادہ (ایضاً ص ۴۷۷)۔ پس ان تمام دلائل سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ لوقا کی انجیل ہرگز الہامی نہیں ہے اور نہ کسی حواری کی تصنیف ہے۔

چوتھی انجیل یوحنا کی ہے' اس کے متعلق نصاریٰ کا عام عقیدہ یہ ہے کہ یہ حضرت مسیح (علیہ السلام) کے محبوب شاگرد یوحنا زبدی کی ہے' زبدی صیاد' یوحنا کے والد کا نام تھا' جلیل کے بیت صیدا میں ولادت ہوئی اور حواری عیسیٰ (علیہ السلام) کا شرف حاصل ہوا اور نصاریٰ میں مشہور بارہ حواریوں میں سے سب سے زیادہ ان ہی کو تقدیس حاصل ہے۔ جرجیس الملطانی لکھتا ہے کہ جس زمانہ میں شیرنطوس اور ابیسوں اور ان کی جماعت اپنے عقیدہ کی تشہیر کررہی تھی کہ الوہیت مسیح کا عقیدہ باطل ہے' وہ بشر تھے اور حضرت مریم کے بطن سے پیدا ہوئے اور حضرت مریم سے قبل وہ عالمِ وجود میں نہیں تھے' اس زمانہ میں ۹۶ء میں پادریوں' لاٹ پادریوں کی مجلس مشاورت ہوئی اور انہوں نے یوحنا کی خدمت میں حاضر ہوکر درخواست پیش کی کہ وہ حضرت مسیح کی باتیں تحریر کریں اور جو باتیں دوسری انجیلوں میں پائی جاتی ہیں' ان کے ماسوا جو کچھ معلوم ہو وہ لکھیں' خصوصیت سے الوہیت مسیح کا مسئلہ ضرور لکھیں تاکہ شیرنطوس وغیرہ کی جماعت کے خلاف ہمارے ہاتھ مضبوط ہوں' جب یوحنا ان کی بات نہ ٹال سکے اور یہ انجیل لکھنے پر مجبور ہوئے۔ (قصص الانبیاء ص ۴۷۷)

مگر ان کے مقابلہ میں ان مسیحی علماء کی تعداد کم نہیں ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یوحنا کی انجیل' حواری یوحنا کی تصنیف ہرگز نہیں ہے' چنانچہ کیتھولک ہیرالڈ جلد ۷ (مطبوعہ ۱۸۴۴ء) میں پروفیسر لن سے منقول ہے کہ انجیل یوحنا از ابتداء تا انتہا مدرسہ اسکندریہ کے ایک طالب علم کی تصنیف ہے (الفارق ص ۳۲۱،۳۲۲) اور برٹش نیدر لکھتا ہے کہ انجیل یوحنا اور رسائل یوحنا ان میں سے کوئی ایک بھی حضرت مسیح کے شاگرد یوحنا کی تصنیف نہیں ہے بلکہ کسی شخص نے دوسری صدی کے اوائل میں اس کو تصنیف کر کے اس لئے یوحنا کی جانب منسوب کردیا تاکہ وہ لوگوں میں مقبول و مشہور بن جائے اور صاحب الفارق کہتے ہیں کہ مشہور مسیحی عالم کروٹیس کا بیان ہے کہ یہ انجیل شروع میں بیس ابواب پر مشتمل تھی' بعد میں افاس کے کنیسہ نے اس میں اکیسویں باب کا اضافہ کردیا جبکہ یوحنا کا انتقال ہوچکا تھا' ان حوالہ جات سے یہ بخوبی آشکارا ہوتا ہے کہ بلاشبہ یہ یوحنا حواری کی انجیل نہیں ہے اور صرف اس مقصد سے تصنیف کر کے یوحنا کی جانب منسوب کی گئی کہ الوہیت مسیح کے عقیدہ کنیسہ کو قوت پہنچائی جائے اور اصلاح عقیدہ کی جو آواز بھی مسیحی دنیا میں اٹھتی تھی' اس کو دبایا جائے۔

چہارگانہ اناجیل کے متعلق مسطورہ بالا مختصر تنقیدات کے علاوہ ان کے الہامی نہ ہونے کے دو واضح دلائل یہ بھی ہیں کہ ان چاروں انجیلوں میں حضرت مسیح (علیہ السلام) کی زندگی کے وقائع درج ہیں حتیٰ کہ نصاریٰ کے زعم کے مطابق ان کی گرفتاری'

صلیب، قتل، مر کر جی اٹھنے اور حواریوں پر ظاہر ہونے وغیرہ تک کے حالات بھی موجود ہیں، پس اگر یہ اناجیل انجیل مسیح یا اس کا کوئی حصہ ہوتیں تو ان میں ان باتوں کا قطعاً تذکرہ نہیں ہونا چاہئے تھا، وہ واقعات تو مسیح کے بعد ان کے شاگرد جمع کرتے اور ان کو ایک تاریخی حیثیت حاصل ہوتی، نہ کہ وہ کتاب اللہ کہلانے کے مستحق ہوتے اور یہ کہ جس طرح انجیلوں کے مصنفین کے بارے میں اختلاف ہے، اسی طرح ان تصنیفات کے باہم روایات، واقعات میں بھی تناقض اور سخت اختلاف پایا جاتا ہے یعنی بعض معجزات و عجیب واقعات ایسے ہیں جو ایک انجیل میں پائے جاتے ہیں اور دوسری انجیل میں ان کا اشارہ تک نہیں ہے یا بعض میں ایک واقعہ جس طرح مذکور ہے، دوسری میں کچھ زیادتی یا کمی کے ساتھ ایسے طریقہ پر بیان ہوا ہے کہ پہلی انجیل کے بیان میں اور اس میں صریح تضاد اور خلاف نظر آتا ہے مثلاً صلیب مسیح علیہ السلام کا واقعہ اناجیل میں تضاد بیان کے ساتھ منقول ہے۔

یہ بات بھی کم حیرت کے لائق نہیں ہے کہ یہ اناجیل اربعہ جن جن زبانوں میں منقول ہوئی ہیں، ان کی عبارات وکلمات کی بقاء وتحفظ کی کبھی پرواہ نہیں کی گئی بلکہ ایک ہی زبان کے مختلف ایڈیشنوں اور اشاعتوں میں بکثرت الفاظ اور جملوں کی تبدیلی، کمی اور بیشی موجود ہے، خصوصاً جن مقامات پر علماءِ نصاریٰ اور علماءِ اسلام کے درمیان بشارات کے سلسلہ میں یہ بحث آ گئی ہے کہ ان کا مصداق خاتم الانبیاءؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا حضرت مسیح یا کوئی اور نبی، نیز جن مقامات پر الوہیت مسیح کی صراحت میں فرق پڑتا نظر آتا ہو ان کو کافی تختہ مشق بنایا جاتا رہا ہے...... اگر تحریفات لفظی ومعنوی اور تضاد بیان کی تفصیلات وتصریحات کو بنظر وسیع مطالعہ کرنا ہو تو اس کے لئے مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی اظہار الحق، حافظ ابن قیم کی ہدایۃ الحیاریٰ، باجہ جی زادہ کی الفارق بین المخلوق و الخالق اور مولانا آل نبی امروہی کی اظہار حق لائق دید کتابیں ہیں۔

غرض موجودہ چاروں انجیلیں الہامی انجیلیں نہیں ہیں، نہ ان کے الہامی ہونے کی روایتی سند ہے اور نہ تاریخی، نہ ان کے مصنفین کے متعلق قطعی اور یقینی علم حاصل ہے اور نہ زمانہائے تصانیف ہی متعین ہیں بلکہ اس کے خلاف پولوس کے بیانات، ان کی کتابوں کی تاریخی حیثیت، مضامین ومطالب کا باہمی تضاد وتغیر اس پر شاہد ہیں کہ یہ ہرگز انجیل مسیح یا اس کا حصہ نہیں ہیں اور یہ کہ انجیل مسیح نصاریٰ کے ہی ہاتھوں اول تحریف لفظی و معنوی کا شکار ہوئی اور اس کے بعد مفقود ہو گئی بلکہ ان چہار گانہ انجیلوں میں سے کوئی بھی اصل نہیں ہے بلکہ یونانی اور اس سے منقول دوسری زبانوں کے تراجم ہیں جو تبدیلی وتغیر اور نقص وازدیاد کا برابر شکار ہوتے رہے ہیں اور صرف یہی نہیں کہ یہ اناجیل اربعہ انجیل مسیح نہیں ہیں بلکہ کسی علمی تاریخی اور مذہبی سند سے ان کا شاگردانِ مسیح کی تصنیف ہونا بھی ثابت نہیں ہے بلکہ بعد کے مصنفین کی تصانیف ہیں، البتہ ان تراجم میں مواعظ ونصائح اور مقاماتِ حکمت کے سلسلہ میں ایک حصہ ایسا ضرور ہے جو حضرت مسیح (علیہ السلام) کے ارشاداتِ عالیہ سے ماخوذ ہے، اس لئے نقل میں کہیں کہیں اصل کی جھلک نظر آ جاتی ہے۔

☆☆..........☆☆

بقیہ عالمی خبروں پر ایک نظر

ہے۔ قیامت کے دن شفاعت محمدی کے حصول کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت کے علاوہ دفاع ختم نبوت کا کام کرنا سب سے بڑا فریضہ ہے۔ دریں اثنا جامع مسجد پورے میں سالانہ سیرت النبیؐ کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا غلام مصطفیٰ نے کہا کہ مسلمانوں کے پاس سب سے بڑا ذریعہ جو ہمارے تعلق کو خدا کی ذات سے جوڑنے والا ہے، وہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے مسلمانوں نے عزت پائی۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ تمام مسلمان قیادت کے دن شفاعت محمدیؐ کی سعادت پائیں گے۔ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر عمل کرنا چاہئے۔

محبت نبویؐ کے تقاضے

تالیف:...... مولانا محمد اکرم طوفانی

صفحات: ۱۰۴ قیمت: ۲۵ روپے

اس کتاب کے بارے میں خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں: "مولانا محمد اکرم طوفانی کی کتاب محبت نبویؐ کے تقاضے بعض بعض جگہوں سے دیکھی، کتاب ایمانی تقاضوں کے مطابق ایمانی جذبات سے لکھی گئی ہے۔ فقیر دعا گو ہے کہ مولانا طوفانی صاحب کی اس محبت کو اللہ پاک قبول فرماویں اور نوجوان مسلمانوں کی صفات ایمانی کی آبیاری فرماویں۔"

یہ اپنے موضوع پر منفرد کتاب ہے۔ رنگین و دیدہ زیب ٹائٹل پر مشتمل یہ کتاب ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات خصوصاً نوجوانوں کے لئے بے حد مفید ہے۔

نوٹ: بمحصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

پتا: دفتر ختم نبوت لکڑ منڈی سرگودھا

معیارِ صداقت اور مرزا قادیانی

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خود اپنے مقرر کردہ معیار ”لو تقول“ پر مفتری ثابت ہوئے‘ کیونکہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیان کی تحقیق کے مطابق:

”نبوت کا مسئلہ آپ (مرزا صاحب) پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا۔“......

”۱۹۰۱ء میں آپ (مرزا صاحب) نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے۔“......

”۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ (مرزا صاحب) نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے‘ اب منسوخ ہیں‘ اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔“

(حقیقت النبوۃ ص۱۲۱)

”۱۹۰۱ء سے پہلے...... جو تعریف نبی کی آپ (مرزا صاحب) پہلے خیال فرماتے تھے‘ اس کے مطابق آپ نبی نہ بنتے تھے۔“

”۱۹۰۱ء سے پہلے...... آپ (مرزا صاحب) اپنے آپ کو نبی کہنے سے پرہیز کرتے تھے۔“ (حقیقت النبوۃ ص:۱۲۲)

۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب پر نبوت کا مسئلہ کھلا‘ اور انہوں نے عقیدہ میں تبدیلی کرکے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور و شور سے کیا اور ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو بمرض وبائی ہیضہ مرزا صاحب کوچ کر گئے (حیات ناصر ص:۱۴)۔ اس طرح ان کی یہ بات خود ان پر صادق آئی (بین القوسین کے تشریحی الفاظ ناقل کی جانب سے ہیں):

”خدا کی ساری پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ مفتری (مرزا صاحب کی طرح) جلد ہلاک کیا جاتا ہے۔ اس کو وہ عمر ہرگز نہیں ملتی‘ جو صادق کو مل سکتی ہے۔ تمام صادقوں کا بادشاہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کو وحی پانے کے لئے تیئیس برس کی عمر ملی۔ یہ عمر قیامت تک صادقوں کا پیمانہ ہے۔“ (ضمیمہ اربعین ۳‘ ۴ صفحہ اول‘ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۶۸)

اور مرزا کو مندرجہ ذیل خصوصی انعام جو انہیں خاص طور سے من جانب اللہ عطا ہوا‘ اور ان کی امت کو بھی اس میں سے حصہ رسدی ملا‘ یہ تھا:

”اور ہزاروں لعنتیں خدا کی‘ اور فرشتوں کی‘ اور خدا کے پاک بندوں کی اس شخص پر ہیں‘ جو اس پاک پیمانہ میں کسی خبیث مفتری کو (مثلاً مرزا صاحب کو) شریک سمجھتا ہے‘ اگر قرآن کریم میں آیت ”لو تقول“ بھی نازل نہ ہوتی‘ اور اگر خدا کے تمام پاک نبیوں نے نہ فرمایا ہوتا کہ صادقوں کا پیمانہ عمرِ وحی پانے کا کاذب کو نہیں ملتا‘ تب بھی ایک سچے مسلمان کی محبت جو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونی چاہئے‘ کبھی اس کو اجازت نہ دیتی کہ وہ یہ بے باکی اور بے ادبی کا کلمہ منہ پر لاسکتا کہ یہ پیمانہ وحی نبوت یعنی تیئیس برس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا‘ یہ کاذب کو (مثلاً مرزا صاحب کو) بھی مل سکتا ہے۔“ (ضمیمہ اربعین ۳‘ ۴ صفحہ ۱‘ ۲ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۳۶۸‘ ۳۶۹)

اور مرزا صاحب کا یہ احتجاج بھی ان کی امت پر حرف بہ حرف راست آیا:

”جس حالت میں قرآن شریف نے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ اگر یہ نبی کاذب ہوتا تو یہ پیمانہ عمرِ وحی پانے کا اس کو عطا نہ ہوتا (بلکہ مرزا غلام احمد کی طرح اعلان نبوت کے سات سال بعد وبائی ہیضہ سے مرجاتا...... ناقل) اور توریت نے بھی یہی گواہی دی‘ اور انجیل نے بھی‘ تو پھر (مرزائیوں کا) کیسا اسلام اور کیسی مسلمانی ہے کہ ان تمام گواہیوں کو صرف میرے بغض کے لئے ایک ردّی

چیز کی طرح پھینک دیا گیا اور (مرزائیوں نے) خدا کے پاک قول کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا، میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ (مرزائیوں کی) کیسی ایمانداری ہے کہ ہر ایک ثبوت جو (مرزا صاحب کے مفتری ہونے پر) پیش کیا جاتا ہے، اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔" (ضمیمہ اربعین ۳، ۴ ص ۲، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۶۹)

مرزا صاحب نے صادقوں کا جو پیمانہ وضع کیا تھا (یعنی ۲۳ برس) اس پر خود تو پورے نہیں اترے، اے کاش! کہ ان کا یہ پیمانہ ہی صحیح ہوتا، لیکن مرزا صاحب کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دعویٰ نبوت کی طرح ان کا یہ مصنوعی پیمانہ بھی غلط اور سراسر خوش فہمی تھا، کیونکہ اگر ۲۳ برس کی مہلت پانا "صادقوں کا پیمانہ" ہے اور بقول مرزا صاحب کے جھوٹے کی یہی نشانی ہے کہ اسے اس قدر مہلت نہیں ملتی، اس کے معنی یہ ہوئے کہ جن انبیاء کرام کو اس قدر مہلت نہیں ملی، وہ مرزا صاحب کے نزدیک "صادقوں کے پیمانہ" پر پورے نہیں اترے، لہٰذا مفتری ثابت ہوئے (نعوذ باللہ)۔ اس کے برعکس جن جھوٹے مدعیان وحی والہام کو ۲۳ برس کی مہلت ملی، وہ صادقوں کے پیمانہ پر پورے اترے، لہٰذا ان پر ایمان لانا فرض ہوا۔ انصاف فرمائیے! کیا یہ معیار صحیح ہے؟

پھر لطیفہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک یہ مصنوعی پیمانہ ربڑ کی طرح گھٹ، بڑھ بھی سکتا ہے۔ ذیل میں ان کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے:

۱:...... غیر معین:

"خدا کی ساری پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے (کتنی مدت میں؟ اس کی کچھ خبر نہیں......ناقل)۔" (ضمیمہ اربعین ۳، ۴ ص ۱، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۶۸)

۲:...... جلد ہلاک:

"اور خدا تعالیٰ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ میں مفتری کو مدد نہیں دیتا اور وہ جلد ہلاک کیا جاتا ہے، اور اس کی جماعت متفرق کی جاتی ہے (یہ کس آیت کا ترجمہ ہے؟ ......ناقل)۔" (شہادۃ القرآن ص ۷۵، روحانی خزائن ج ۶ ص ۳۷۱)

۳:...... فی الفور:

"قرآن شریف میں ایسے شخص سے کس قدر بیزاری ظاہر کی ہے، جو خدا تعالیٰ پر افتراء باندھے (مرزا صاحب کی طرح؟)۔ یہاں تک کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ اگر وہ بعض قول میرے پر افتراء کرتا، تو میں فی الفور پکڑ لیتا، اور رگ جان کاٹ دیتا۔" (انجام آتھم ص ۴۹، روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۴۹)

۴:...... دست بدست:

"قرآن شریف کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفتری اسی دنیا میں (مرزا صاحب کی طرح) دست بدست سزا پالیتا ہے، اور خدائے قادر وغیور کبھی اس کو امن میں نہیں چھوڑتا، اور اس کی غیرت اس کو کچل ڈالتی ہے، اور جلد ہلاک کرتی ہے۔" (انجام آتھم ص ۴۹، روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۴۹)

۵:...... دس، گیارہ:

"اب بفضلہ تعالیٰ گیارھواں برس جاتا ہے، کیا یہ نشان نہیں ہے؟ (یقیناً نشان کذب ہے۔ ناقل) اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ کاروبار نہ ہوتا تو کیونکر عشرہ کاملہ تک، جو ایک حصہ عمر کا ہے، ٹھہر سکتا ہے؟" (نشان آسمانی صفحہ ۲۷، روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۹۷)

۶:...... بارہ برس:

"اور پھر تعجب پر تعجب یہ کہ خدا تعالیٰ ایسے ظالم مفتری کو اتنی لمبی مہلت بھی دیدے، جسے آج تک بارہ برس گزر چکے ہوں۔" (شہادۃ القرآن ص ۷۵، روحانی خزائن ج ۶ ص ۳۷۱)

۷:...... اٹھارہ یا پچیس برس:

"جو شخص خدا تعالیٰ پر الہام کا افترا کرتا ہے...... وہ جلد پکڑا جاتا ہے (مرزا غلام احمد کی طرح)، اور اس کی عمر کے دن بہت تھوڑے ہوتے ہیں...... کوئی منکر کسی تاریخ کے حوالہ سے ایک نظیر بھی پیش نہیں کرسکتا...... کہ کوئی جھوٹا الہام کا دعویٰ کرنے والا پچیس برس تک یا اٹھارہ برس تک جھوٹے الہام دنیا میں پھیلاتا رہا۔" (ایام صلح ص ۳۷، روحانی خزائن ج ۱۴ ص ۲۶۷، ۲۶۸)

۸:...... بیس برس:

"میرے دعویٰ الہام پر پورے بیس برس گزر گئے اور مفتری کو اس قدر مہلت نہیں دی جاتی۔" (انجام آتھم ص ۴۹، روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۴۹)

باقی صفحہ 9 پر

عالمی خبروں پر ایک نظر

ایک قادیانی کا قبول اسلام

محمد احمد ولد محمد دین قوم سوہن نے قادیانیت سے تائب ہو کر مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ وخطیب جامع مسجد ختم نبوت مولانا غلام مصطفیٰ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اس نومسلم نے اسے اپنی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی قرار دیا اور اپنی سابقہ زندگی پر افسوس کا اظہار کیا۔ بعدازاں اس نومسلم کے حق میں اسلام پر ثابت قدمی کے لئے دعا کی گئی اور نومسلم کو قبول اسلام پر مبارکباد دی گئی۔

عیسائی جوڑے کا قبول اسلام

لکی بی بی دختر دلاور خان اور محمد باہر ولد غلام سرور علاقہ چناب نگر نے عیسائیت سے تائب ہو کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ وخطیب جامع مسجد ختم نبوت' مسلم کالونی' چناب نگر مولانا غلام مصطفیٰ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ اس موقع پر موجود اہل محلہ نے قبول اسلام پر ان نومسلموں کو مبارکباد پیش کی۔ اس موقع پر ان کے حق میں مذہب اسلام پر ثابت قدم رہنے کی دعا کی گئی۔

سیرت النبیؐ کے جلسوں کی رپورٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد ختم نبوت' مسلم کالونی' چناب نگر میں سیرت النبیؐ کے عنوان سے ایک جلسہ منعقد ہوا' جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ وخطیب جامع مسجد ختم نبوت' مسلم کالونی' چناب نگر مولانا غلام مصطفیٰ نے فرمائی۔ جلسہ میں دیگر علمائے کرام کے علاوہ خصوصی خطاب خطیب پاکستان مولانا محمد ممتاز کلیار نے فرمایا۔ علمائے کرام نے فرمایا کہ ایسی ذات جو تمام انسانوں سے جمیع کمالات ومحاسن میں افضل ہے' وہ ذات صرف اور صرف محبوب خدا' محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں تمام افراد صرف اور صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر دارین میں کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔ دریں اثنا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد محمدیہ' ریلوے اسٹیشن' چناب نگر میں سیرت النبیؐ کے عنوان سے سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت مولانا غلام مصطفیٰ نے فرمائی' جلسہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا محمد اکرم عابد' قاری محمد افضل برہانی اور مولانا محمد توصیف احمد نے خطاب فرمایا۔ مولانا محمد اکرم طوفانی نے کہا کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا فریضہ اپنے محبوب پیغمبر' جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر عمل کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی حفاظت کرنا ہے۔ موجودہ زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر عمل کرنا ہر لحاظ سے سعادت دارین اور حصول برکات خداوندی کا ذریعہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر انسان کی کامیابی کا راز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے میں رکھا ہے۔ دریں اثنا جامع مسجد صدیق اکبر چنیوٹ میں سیرت النبیؐ کے عنوان سے سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی' جس میں دیگر علمائے کرام کے علاوہ مولانا غلام مصطفیٰ نے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اختیار کرنے پر زور دیا گیا اور واضح کیا گیا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کو جمیع محاسن میں افضل بنایا ہے اور مسلمانوں پر واضح کیا ہے کہ ان کا ایمان اور عمل اس وقت تک قبول نہیں ہوگا جب تک وہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ کریں اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر عمل نہ کریں۔ دریں اثنا جامع مسجد ہائی اسکول احمد نگر میں سیرت النبیؐ کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا غلام مصطفیٰ نے کہا کہ ہر دور زمانے میں عاشق رسولؐ اپنے محبوب ترین شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی حفاظت کرتے آئے ہیں اور یہی ہمارے اکابرین و اسلاف کی روایت ہے۔ موجودہ زمانے میں جگہ جگہ ہر طرف منکرین ختم نبوت' اسلام کے خلاف کام کررہے ہیں' ان حالات میں ختم نبوت قادیانیوں کا محاسبہ کرنا اسلام کی حمایت وپیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی عقیدت کا اظہار ہے اور عنداللہ کامیابی کا سب سے بڑا ذریعہ

باقی صفحہ 23 پر

مدحت سلطانِ مدینہ ﷺ

جگر مراد آبادی

اک رند ہے اور مدحتِ سلطانِ مدینہ
بس ایک نظر رحمتِ سلطانِ مدینہ

اے خاکِ مدینہ تری گلیوں کے تصدق
تو خلد ہے تو جنت سلطان مدینہ

ظاہر میں غریب الغرباء پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوتِ سلطان مدینہ

اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروفِ عبادت
دیکھوں میں درِ دولتِ سلطان مدینہ

اے جاں بہ لب آمدہ ہشیار خبردار
وہ سامنے ہیں حضرتِ سلطانِ مدینہ

کچھ کام نہیں اور جگر کو کسی سے
کافی ہے بس اک نسبت سلطانِ مدینہ

REGD#SS-160

دہشت گرد کون؟ غدار کون؟

دہشت گردی کی وارداتوں میں قادیانی لابی کے ملوث ہونے کا منہ بولتا ثبوت

رسول پور تارڑ سے ''را'' کا ایجنٹ دو ساتھیوں سمیت گرفتار

پنڈی بھٹیاں (نامہ نگار) رسول پور تارڑ سے بھارتی ایجنسی ''را'' کے مبینہ ایجنٹ کو اس کے دو ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا ملزمان کے قبضہ سے دو ہینڈ گرنیڈ دو کلاشنکوفیں برآمد کی گئیں۔ بتایا گیا ہے کہ پکڑا جانا والا ایجنٹ مبشر احمد قادیانی ہے جبکہ اس کے خاندان کے دوسرے افراد فرار ہوگئے۔ اے ایس پی پنڈی بھٹیاں عمران محمود نے پریس کانفرنس میں بتایا کہ پولیس نے ایک خفیہ اطلاع پر رسول پور تارڑ میں چھاپہ مارا اور قادیانی مبشر احمد کو اس کے دو ساتھیوں ذوالفقار، ذکاء اللہ سمیت گرفتار کر کے ان کے قبضہ سے دو کلاشنکوف برآمد کر لیں، جس سے وہ دہشت گردی کی وارداتیں کرنا چاہتے تھے انہوں نے بتایا مبشر احمد کا خاندان جو کہ کھیتی باڑی کرتا ہے اس کی بہن کی شادی بھارت میں قادیانی حبیب احمد سے ہوئی تھی قادیانی حبیب احمد جو کہ ''را'' کا ایجنٹ ہے اور بھارت میں مقیم ہے اس سے مبشر احمد نے رابطہ قائم کر رکھا تھا اور ہینڈ گرنیڈ بم اس نے آٹھ سالوں سے بوری میں پیک کر کے گھر میں چھپا رکھے تھے اور گرفتاری سے بچنے کے لئے کلاشنکوفوں کو اپنے دوستوں ذوالفقار ذکاء اللہ کے پاس رکھا ہوا تھا وہ اپنے بہنوئی حبیب احمد کو بھارت میں معلومات فراہم کرتا تھا انہوں نے بتایا کہ مبشر احمد کا والد بشارت احمد اپنے خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ فرار ہوگیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ مبشر احمد نے دوران تفتیش بھی ''را'' کا ایجنٹ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ (بتاریخ ۵/ستمبر ۲۰۰۴ء روزنامہ جنگ لاہور)

پنڈی بھٹیاں میں ''را'' کا قادیانی ایجنٹ اور دو ساتھی گرفتار، اسلحہ برآمد

گرفتار ہونے والوں میں مبشر احمد، ذوالفقار اور ذکاء اللہ شامل ہیں، مبشر کا بھارتی بہنوئی بھی قادیانی ہے

پنڈی بھٹیاں (نمائندہ خبریں) رسول پور تارڑ سے بھارتی ایجنسی را کا قادیانی ایجنٹ دو ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے قبضہ سے دو ہیڈ گرنیڈ اور دو کلاشنکوفیں برآمد ہوئیں۔ ایس پی پنڈی بھٹیاں عمران محمود نے گزشتہ روز پریس کانفرنس میں بتایا کہ ایک خفیہ اطلاع پر انہوں نے پولیس کی نفری کے ساتھ رسول پور تارڑ میں چھاپہ مار کر قادیانی مبشر احمد کو اس کے دو ساتھیوں ذوالفقار اور ذکاء اللہ سمیت گرفتار کر لیا۔ انہوں نے بتایا کہ قادیانی مبشر احمد کی بہن گوگی کی شادی گزشتہ دنوں بھارت میں قادیانی حبیب احمد سے ہوئی تھی جو را کا ایجنٹ ہے۔ اس نے مبشر احمد سے رابطہ قائم کر رکھا تھا۔ گرنیڈ بم اس نے آٹھ سال سے بوری میں چھپا رکھے تھے اور گرفتاری سے بچنے کے لئے کلاشنکوفوں کو اپنے دوستوں ذوالفقار، ذکاء اللہ کے پاس رکھا ہوا تھا۔ مبشر احمد اپنے بہنوئی حبیب احمد کو معلومات فراہم کرتا تھا۔ انہوں نے بتایا مبشر کا والد بشارت اور خاندان کے دیگر افراد فرار ہوگئے ہیں۔ مبشر احمد نے دوران تفتیش را کا ایجنٹ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ اے ایس پی نے بتایا پندرہ روز تک ہم دہشت گردوں کے نیٹ ورک کا پتہ چلائیں گے۔ (بتاریخ ۵/ستمبر ۲۰۰۴ء روزنامہ ''خبریں'' لاہور)